بحث قرآن

یہہ کتاب مذہب شیعہ کی ہی سنت الجماعت دیکھیں

واللہ المستعان

دریں آوان خوش عنوان رسالہ مسمی بہ

بحث قرآن

حقیر فقیر سجاد حسین ابن جنت مکان خلد آشیان سید محمد حسین

صاحب مرحوم متوطن بہیڑہ سادات واقعہ سادات و آباد ضلع مظفرنگر نے

تحریر و تالیف کیا اور مطبع

ریاض فیض نگینہ ایشیا میں چھپا

بار اول ۵۰۰ نمبر رجسٹری ۳۳ قیمت فی جلد ۱/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدائے منعام و صلواۃ و سلام حضرت خیر الانام و منقبت ائمہ کرام فقیر
سجاد حسین ابن فردوس مکان سید محمد حسین صاحب مرحوم ساکن ٹہیرہ سادات علاقہ
سادات بارہ ضلع مظفر نگر عرض پرداز ہے ۔ کہ اکثر و عموماً حضرات اہلسنت والجماعت فرمایا کرتے ہیں کہ شیعہ قرآن کی چالیس پارہ بتلایا کرتے ہیں کہ اصل قرآن حضرت امیر و دیگر
ائمہ اہلبیت کے پاس رہا اور اب امام آخر کے زیر مطالعہ ہے قرآن موجودہ حضرت عثمان
غنی کا جمع کیا ہوا غلط سلط دست فرسود خلایق ہے ۔ لہذا اسکو بیاض عثمانی کہنا چاہیے
نہ کہ کلام سبحانی اہلسنت کو اسپر بڑا غرہ اور نخرہ ہے کہ قرآن ہمارے واسطے ہی اور ہم قرآن
کے لئے ہمارے ہی خلیفہ نے اوسکو جمع کیا ہم ہی اوسکو حفظ کرتے ہیں ہمارا ہی اوسپر
عمل ہے ہم ہی اوسکو کامل جانتے ہیں ۔ بلا شرکت غیرے وہ ہمارا مملوکہ و مقبوضہ ہے
اگر اصل قرآن حضرت علی کے پاس ہوتا اور وہ ہی اوسکے ابتدائی جمع کرنے والے تھے تو
اپنی حکومت کیوقت اوسکو ضرور رایج فرماتے ۔ چونکہ اونہوں نے بزمانہ خلافت خود اسکا نام
بھی نہ لیا ۔ لہذا سمجھا گیا کہ شیعہ اپنے دعوی میں سراسر غلطی میں اور قرآن کے بیاض عثمانی
بتلانے اور اوسپر بے توجہی مبذول کرنے سے راہ غوایت و ضلالت اختیار کئے ہوئے ہیں
اور اگر شیعہ کو اپنے قول پر اصرار رہیگا تو حضرت امیر پر بموجب آیہ کریمہ الذین یکتمون ما

انزلنا من البینات والھدیٰ الی اخرہ ۔ جرم پوشیدگی وکتمان آیات الٰہی عاید ہوجائیگا

سوائے دیگر حضرات اہلسنت بالخصوص مولوی محمد قاسم پیرزادہ ساکن سلطھیرہ نے بجواب سائل

سجادہ یا اعتراض بالا کو درج اوراق کیا ہے ۔ چونکہ یہہ معاملہ اہم معاملات سے ہے لہذا توضیح حال مناسب

سمجھکر یہہ رسالہ جسکا نام **بحث قرآن** ہے لکہا گیا تاکہ عام طور پر خلائق کو آگاہی ہوجاوے ۔

اور معترضین سمجہہ لین کہ حقیقت معاملہ کیا ہے ۔ خدا کی ذات پاک سے امید ہے کہ گم گشتگان کو

اس کے ملاحظہ سے راہ راست ہاتہہ آجائیگی وما توفیقی الا باللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل

نعم المولےٰ ونعم النصیر ۔

ہرگاہ تحقیقات صحت قرآن ضروری ہے ۔ لہذا بتعین چند تنقیحات اوسکی حقیقت ظاہر

کی جاتی ہے ۔

فرد تنقیح

(۱) ۔ اجماع اہلسنت نقص قرآن پر ہے یا کہ اوس کے کامل ہونے پر +

(۲) ۔ اجماع شیعہ نقص قرآن پر ہے یا کہ اوسکے کامل ہونے پر +

(۳) ۔ شیعہ قرآن پاک کو فی الواقع بیاض عثمانی کہتے ہین یا کہ اہلسنت شیعہ پر الزام وارد کرنے

مین مفتری ہین

(۴) حضرت امیر نے قرآن جمع کیا تہا یا نہین ۔

(۵) ۔ اگر جمع کیا تہا تو اپنے عہد خلافت مین کیون نہ شایع کیا ۔

(۶) ۔ بصورت نہ شایع کرنے کے کوئی الزام کتمان آیات الٰہی کا حضرت امیر پر وارد ہوسکتا ہے

یا کیا ۔

تنقیح اول

(اجماع اہلسنت نقص قرآن پر ہے یا اوسکے کامل ہونے پر)

مین بہت افسوس کے ساتھہ لکھتا ہون کہ اہلسنت چہ جاہل چہ عالم مذہبی کتابین نہین
دیکھتے اون کے دلمین کچھہ ایسا خوف بیٹھا ہوا ہے کہ کتب مباحثہ سے مثل بید کانپتے ہین
جہان دیکھا کہ اس کتاب مین رد و ابطال کیا گیا ہے سمجھہ لیتے ہین کہ ضرور لوگو بیٹھا ہی
کاٹ کہائیگا - نہ آنکھہ کہول کر کوئی کتاب دیکھتے ہین - نہ کان دہر کر کوئی امر متعلق مذہب
سنتے ہین - یہی وجہہ ہے کہ اون کو دینی معاملات مین واقفیت نہین ہوتی بوقت
مباحثہ اون سے وہ علم شیعہ سے بات کہا بیٹھتے ہین - اول خود ابتدا کرتے ہین مگر جب شیعہ
جواب دیتے ہین تو غضبناک ہو کر فرمایا کرتے ہین کہ معاملات مذہب مین گفتگو خوب نہین چپ رہنا
بہتر ہے اون کے علماء نے بہ نظر دور اندیشی پہلے یہ انتظام کر دیا ہے کہ مذہب کے متعلق
کچھہ نہ دیکھو آنکھہ بند کیے ہوئے نمازین پڑھے جاؤ روزے رکھو گاؤکشی کے تنازعات مین
جان دیدو - اونی اونی معاملات مین جوش آمیز مواعظ سے خیال جہلا کو جنگ و جہاد پر آمادہ کرو -
اصل ایمان و اسلام یہی ہے - مین امید کرتا ہون کہ اگر اہلسنت بیدار ہو کر بحث و مناظرہ کی کتابین
دیکھین اور تہوڑے سے انصاف کو بھی خرچ کرین تو شاید فیصدی پانچ آدمی بھی حامل سنت نہین رہین
نگہبان اسبات کے حریص ہین کہ جو کچھہ جوش طوفان علمائے متعصب سے سن لیا ہے اوسکو گائے
جاتے ہین - متعہ و لعن و تبرا و تقیہ و نقص قرآن کے مضامین خشط طبیعت مین - اونہین کو
موقع بے موقع سب کہے جاتے ہین - اگر اونکو ہر ایک بات کی حقیقت معلوم ہو جائے تو کبھی اس قسم
کی لغویات کا نام ہی نہ لین - متعہ و لعن و تبرا کی حقیقت مین دیگر رسائل مین دکھا چکا ہون - اور
بالیقین کہہ سکتا ہون کہ تمام عالم مین کوئی شخص اہلسنت نہ ہوگا - جو اونکو ملاحظہ فرما کر گردن نیچی
نکرے - اب قرآن کی صورت جو اہلسنت نے بنائی ہے دکہاتا ہون عجب نہین کہ حضرات سنیہ
بچشم انصاف دیکھکر راہ راست اختیار کرین - زیادہ نہین تو یہی اعتراضات کے خود ہی چند ہون
اور مثلاً جیسے متعلق القرآن گلدستہ بہار کو بھی دو کین بڑے بڑے علمائے اہلسنت قایل

ہوتے ہین کہ جناب عثمان نے صحابہ کو مار مار کر قرآن ہاتہ مین دینے اور سبکو میتی و کہادی سادر قرآن موجود الوقت کو جمع کرکے اپنی عاملین و تابعین کو حکم دیا کہ جس جگہہ خلاف اسکے قرآن رائج دیکہو پہونکدو - چنانچہ عاملان عثمان کو جسقدر قرآن ہاتہ آئے وہ سب جلائے گئے -

تاریخ خمیس مین لکہا ہے کہ ابن مسعود و ابی ابن کعب کا قرآن حضرت عثمان نے لیکر آگ مین جلوادیا - اور حرارت باطنی سے بجدی شعلہ زن ہوئے کہ خاکستر کو مٹی مین ملوادیا -

مشکوٰۃ شریف مین جسکو عام طلبا مدارس عربی مین بتفاخر پڑہتے ہین یہہ حال مندرج ہے - خلیفہ عثمان نے اس کار نمایان سے ایسی ناموری حاصل کی تہی - کہ گویا حارق القرآن انکا لقب ہوگیا تہا - چنانچہ استیعاب مین ابن عبد البر نے لکہا ہے - کہ جسوقت جناب عائشہ مجتہدہ حضرت عثمان کی حرکات ناملایم سے ناراض ہوکر اون کے قتل پر جوش دلانیکے لئے آمادہ ہوئین تو قتل کے فتوی پر ان عبارت دستخط فرمائے تہے - قَالَتْ عَائِشَه بحقِ عثمان لَعَنَ اللّٰهُ نَعْثِلاً وَقَتَلَ اللّٰهُ نَعْثِلاً وَهٰذَا اُقْتُلُوا حَرَّاقَ الْمَصَاحِفْ پوشیدہ نرہے کہ آنحضرت صلعم نے بروایات معتمدہ سنیہ ابن مسعود کے قرآن پر امت کو عمل کرنے کی وصیت فرمائی تہی - و نیز جمیع صحابہ اونکو اعلم بالقرآن جانتے تہے - اور خود ابن مسعود بہی بفخریہ کہا کرتے تہے کہ تمام امت مین میرے برابر رموز و غوامض قرآنی سے کوئی آگاہ نہین - کیونکہ مین جمیع آیات کی شان نزول سے بطور واجب واقفیت رکہتا ہون - استیعاب کو دیکہو معروضہ صدر کو حرف بحرف پاؤگے - بخوف طوالت عبارت نقل نہین کی گئی - ابن مسعود کا عثمان کے ہاتہ سے ضرب اوٹہانا اور قرآن کا پہنک جانا سب کچہہ درج ہے - شیعہ چونکہ ایسے موقع کی تاک مین رہتے ہین جبکہ اونہون نے معتبرین اہلسنت کی تالیفات مین ابن مسعود وغیرہ کا یہہ حال تباہ معائنہ کیا - غل مچا بیٹہے کہ یہہ کیا ہوا - اصحاب عدول و ماہران رموز قرآن پر دربار پٹنے لگے - تب اہلسنت کو فکر ہوئی کہ بنا بنایا کہیل بگڑا - شیعہ کو عجیب اعتراض ہاتہ آیا - یہہ لوگ آفت مچاکر اہلسنت کی جماعت مین تہلکہ عظیم برپا کردینگے اوسوقت

شاہ صاحب نے تحفہ میں بحمایت عثمان یہہ مضمون بنایا۔

اکہ چون عثمان اختلاف مردم در قرآن بحدی مشاہدہ نمود کہ اکثر عوام الفاظ غیر
منزلہ میخوانند۔ و باختلاف قرأت بہانہ می جستند بمشورہ حذیفہ بن الیمان و دیگر
اجلاء کہ حضرت امیر ہم از انجملہ بود۔ خواست تا ہمہ عرب و عجم بریک مصحف
جمع شوند۔ و از ان تکلف نورزند۔ و این عزم را بفعل آورد۔ عبد اللہ ابن
مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قرأت شاذہ در مصحفہائے خود نوشتہ بودند
حالانکہ بعض عبارات ادعیۂ قنوت بودند۔ و بعضے عبارات تفاسیر کہ جناب
پیغمبر در وقت تلاوت قرآن بیان معانی میفرمود۔ از موقوف کردن مصاحف
خود ابا ورزیدند۔ و در ابقاء مصاحف ایشان فتنۂ عظیم در دین پیدا میشد
کہ در نفس قرآن اختلاف واقع بودہ رفتہ رفتہ منجر بہ قبایح بسیار می شد۔ و در گرفتن
مصاحف غلامان عثمان البتہ با ابن مسعود خشونت نمودند و ضرب و صدمہ ہم باو
رسید۔ بی آنکہ عثمان ایشان را باین امر امر کردہ باشد۔ ابی بن کعب
مصحف خود را بے مزاحمت حوالہ نمود۔ بادی بہ خاشی بیان نیامدہ و کدورتے
نماند۔ و معہذا ہرچہ ممکن بود استرضائے ابن مسعود خواست و عذرہا کرد۔
اگر ابن مسعود قبول نکند ملامت بر ابن مسعود خواہد بود نہ بر عثمان۔ و چون
ابن مسعود مریض شد۔ و عثمان بخانہ اش آمد استغفار ازو درخواست و
عطائے او را نیز آورد۔ ابن مسعود گفت عطائے ترا نمیگیرم۔ چون محتاج بودم
نرسانیدی حالانکہ ازین جہان مستغنی شدم۔ و سفر آخرت می نمایم۔ یمن
مبدی عثمان گفت کہ بدختران خود بدہ ابن مسعود گفت دختران خود را
بخواندن سورہ واقعہ در ہر شب فرمودہ ام و از جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ شنیدہ ام کہ ہر کہ سورہ واقعہ ہر شب بخواند۔ بفاقہ مبتلا نگردد۔ عثمان

برخواستہ نزد امّ حبیبہ زوجہ مطہرہ رسول اکرم صلعم رفت - وازوا استدعاء
نمود - کہ ابن مسعود را از من راضی گردان امّ حبیبہ ابن مسعود را مراتب بسیار
گفتہ فرستاد - باز عثمان نزد ابن مسعود رفت وگفت کہ ای عبداللہ چرا تو ہم
مثل یوسف پیغمبر بہ برادرانِ خود نمیگوئی لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ
لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ - ابن مسعود سکوت کرد - وجواب نداد)

جناب شاہصاحب کی عبارتِ سراپا بشارت سے چند مقام بنظر سرسری قابلِ غور معلوم
ہوئے - لہذا عرض کرتا ہون ہر ایک مقام پر ناظرینِ خوش آئین تامل فرمائین انشاءاللہ
لطف اوٹھائینگے -

مقام اول - چون عثمان اختلافِ مردم در قراءتِ قرآن بحدی مشاہدہ نمود -
کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ میخوانند - الخ -

اس عبارت سے صاف ہویدا ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ کرامت نشانہ تک قرآن
ایسی ابتری تھا کہ صحیح طور پر نہین پڑہا جاتا تھا - بلکہ الفاظ غیر منزلہ اوسمین شامل کرکے پڑہتے
تھے نہایت افسوس کے ساتھہ لکھا جاتا ہے کہ جناب شیخین نے پندرہ چودہ برس تک
کمال گرماگرمی سے سلطنت کے صدہا بلادِ کفار فتح کرکے بیت المال مالا مال کردیا -
ہزارہا کفار کو مسلمان بنایا - مگر اصل قانون اسلام کو اسی حالت مین چھوڑا کہ الفاظ غیر منزلہ
جو کہ غالباً کلام بشر ہون گے صحابہ داخلِ قرآن سمجھنے لگے - مین جناب عثمان کو اسوقت
پر قدرت نگاہ سے دیکھتا ہون کہ اونہون نے اسلام پر بڑا رحم فرمایا - اگر خدانخواستہ
وہ بھی مثلِ صدیق وفاروق قرآن پاک کو ویسے ہی مذبذب حالت مین چھوڑ جاتے تو
آج بڑا فتور پھیل جاتا - کلام خدا وایجاد بندہ مل ملا کر ایک عجیب رنگ پیدا کرتا - مین انصافاً ایسے
شخص کو جسنے قرآن کی خرابیون کو دور کیا اون لوگون پر فوق دینے سے نہ رکونگا جنہون
نے اپنے زمانہ خلافت مین (مثل امیر خان تو تیر سے کے جو کہ بالآخر حسب مصلحت سرکار

ایذا پادار ثواب لوٹنگ ہوا لیجے سوائے لوٹ مار کے دین کا کوئی کام ہی نہین کیا۔ ہان
مزاج مین جرنیلی تہی۔ کبہی فاطمہ کے گہر پر آگ اور لکڑیان لیکر چڑہ گئے کبہی مالک بن نویرہ
کے کانون پر گہار لیکر ہو چکے +

مقام دوم۔ بشورہ حذیفہ بن الیمان و دیگر اجلا کہ حضرت امیر ہم از انجملہ بودند بسبب
تاہمہ طوائف عرب و عجم بیک مصحف جمع شوند الخ۔

یہہ فقرہ صاف پتہ دیرہا ہے کہ اوسوقت تک اہل اسلام درباب قرآن مختلف القرات تہے
اگر عرب و عجم و دیگر اعراب و بادیہ نشینون مین اختلاف نہوتا تو جناب عثمان کو سب کے متفق کرنیکی
کیون زحمت اوٹہانی پڑتی۔ شاہصاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ بشورہ حذیفہ بن الیمان و دیگر
اجلاء کہ حضرت امیر ہم از انجملہ بود۔ کاش اسکا ثبوت کسی اہلسنت کی کتاب سے دیدیتے کہ
جو کمیٹی انتظام قرآن کے لئے منعقد ہوئی تہی اوسکے ممبر اعلے حضرت امیر ہی تہے۔ واقع مین
شاہصاحب ہی کذب نویسی و افترا پردازی مین اپنے زمانہ کے مجتہد تہے۔ ونیز جو لاہونکی
نظر مین اعتبار دلانے کی غرض سے آپنے یہہ لکہدیا ہے۔ کہ حضرت علی ہی اوس کانفرنس کا
ایک پایہ و بلئے ہوئے تہے گو کہ جناب شاہصاحب سے اسواقعہ کے ثابت کرنے مین
فروگذاشت ہوئی۔ مگر زمانہ حال کے اہلسنت تو ماشاء اللہ نئی روشنی کی پرتو سے آنکہونے
چشم بنے ہوئے ہین۔ وہی کسی کتاب کا حوالہ پیش فرمائین۔ ورنہ ممکن ہی کہ کوئی گستاخ و
دہن دریدہ شیعہ شاہصاحب کی جناب مین کچہہ کم و بیش کہنے کی گنجایش نکال لے۔ مین
حیران ہون کہ حضرات اہلسنت جناب امیر کو حضرت عثمان کے ساتہہ کہان کہان
شریک بنائینگے۔ ابوذر کے مدینہ سے نکالنے۔ عمار یاسر کے مارنے۔ عبداللہ ابن
مسعود کے پیٹنے۔ دیگر صحابہ کے بے عزت کرنے۔ مروان کے مشیر دولت بنانے
اور پہر اوسکو پنجشت لاکہہ روپیہ بلا استحقاق دینے فدک کی جاگیر کرنے قرآن جلوانے
بی بی عائشہ کے تنخواہ بند کرنے مین کیا یہہ سب معاملات بہ مشورہ حضرت امیر وقوع پذیر

ہوئے تھے۔ شاہ صاحب کی عادت ہے کہ الزامی معاملات میں خلفاء کے ساتھ حضرت امیر کو ضرور شریک فرمالیتے ہین۔ تاکہ وہ الزام بنظر عوام بوجہ شرکت جناب مرتضوی وہم تہمت واقعہ اور پیچ جائے۔

مقام سیوم۔ عبداللہ ابن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قرأت شاذہ در مصحف ہائے خود نوشتہ بودند۔ حالانکہ بعضے عبارات ادعیہ و قنوت بودند۔ و بعضے عبارات تفسیر کہ جناب پیغمبر در وقت تلاوت قرآن بیان معانی میفرمود از موقوف کردن مصاحف خود را باور زیدند۔ الخ

تمام علمائے اہلسنت کا اتفاق ہے کہ آنحضرت نے صحابہ کو ارشاد فرمایا تھا۔ کہ علم قرآن ابن مسعود سے حاصل کرنا کیونکہ وہ مرد امر د غوامض قرآنی سے بوجہ معقول واقفیت رکھتا ہے۔ اور نیز ابن مسعود کو بجائے خود ہی اس بات کا فخر تھا کہ مین بڑا قرآن دان ہون۔ مگر تعجب ہے کہ ایسا شخص سند یافتہ قرأت شاذہ سے اپنے قرآن کو زینت دیئے ہوئے تھا اور ادعیہ قنوت و عبارات تفاسیر و کلام خدا مین تمیز نکر سکتا تھا۔ اور اور بھی مزہ کہ جب حضرت عثمان نے ایسے قرآن پر جو کہ ادعیہ و تفاسیر و قرات ہائے شاذہ پر مشتمل تھا۔ خط نسخ کھینچنا چاہا۔ اوسکے دینے سے انکار کیا۔ بلکہ نہ دینے پر بجدی مصر ہوا کہ شاہی غلامون سے یون بیان کہا ہین۔ ابن مسعود چاہتا ہوگا کہ سوائے میرے قرآن کے دنیا مین کوئی دوسرا مصحف جاری نہ ہو۔ مین تعجب کرتا ہون کہ صحابہ عدول کا درباب قرآن ایسا خیال کیون تھا کہ جنکو بڑا بھاری عثمان کو اوسکی اصلاح مین کوشش کرنی پڑی۔ یہ وہ زمانہ تھا جو کہ اہلسنت کی زبان پر خیر القرون یعنے بہترین زمانہ ہا کی صفت سے اب تک جاری ہو رہا ہے۔ سست جگہ مین عبداللہ ابن مسعود جیسے صحابیان برہم زن ایمان کا ہونا بھلے حسرت انگیز ہے۔ کیونکہ بقول ہے (للنکامین جو بہ ہارن ۲۵ ہم کا) اوس وقت کے تمام آدمی حسب عقیدہ اہلسنت عادل و باایمان تھے سوائے انکے

جناب رسالت مآب کی رائے پر براحرف آتا ہے۔ کہ امت کو درباب قرآن ہدایت ملباحج ابن مسعود فرما گئے۔ اور وہ ایک ایسا جاہل و خودسر آدمی تھا جسکو آیات قرآن و ادعیہ قنوت وغیرہ میں امتیاز دینے کا مادہ حاصل نہ تھا۔ چونکہ حضرات اہلسنت علمائے صحابہ کے قائل نہیں اور اس علم کے بھی وہی راوی ہیں کہ آنحضرت نے درباب تعلیم قرآن تمام امت ابن مسعود کے ہاتھہ میں دے دی تھی۔ براہ مہربانی ایراد تجسس کا جواب عنایت فرمائیں ✣

مقام چہارم — در گرفتن مصاحف غلامان عثمان البتہ با ابن مسعود خشونت نمودند۔ و ضرب و صدمہ ہم باو رسید۔ لیکن آنکہ عثمان ایشان را باین امر کردہ باشد الخ

کیا خوب یہہ عجیب عذر ہے کہ غلامان عثمان نے بلا اجازت عثمان ابن مسعود کو مارا۔ شاہ صاحب تو اسوقت موجود نہیں مگر ان کے ہوا خواہ ہزار در ہزار ہیں براہ مہربانی ارشاد تو فرمائیں کہ انکو یہہ بات کیسے ثابت ہوئی تھی آیا بذریعہ خواب و الہام یا بواسطہ کشف و کرامات۔ کلیہ قاعدہ ہے کہ امرا کے نوکر بلا کر مجرموں پر کفش کاری کیا کرتے ہیں ہمنے کسی رئیس کو نہیں دیکھا کہ خود جوتیاں لیکر مارتا ہو۔ نوکر کا مارنا بعینہ ایسا ہے کہ گویا آقا نے مارا۔ ہاں میرے خیال میں قیاس کر سکتا ہوں کہ حضرت عثمان خطا کار مجرموں کو اپنے ہاتھہ سے نہ مارتے ہونگے۔ بلکہ غلاموں سے مرواتے ہونگے کیا غلامان عثمان ایسے خودسر تھے کہ بلا رضامندی مارنے لگتے تھے۔ نہیں ہرگز نہیں جب وہ مارنے کے لئے اشارہ کرتے ہونگے۔ اوسوقت بے تکلف الامر فوق الادب سمجھکر بیچارے مارنے پر آمادہ ہوجاتے ہونگے۔ یہہ بات کچھہ جناب عثمان ہی پر موقوف نہیں حضرت عمر بھی اکثر غلام سے بایں شدت مرواتے تھے۔ کہ مشہور عالم ہے چنانچہ حضرت عمر کی نسبت ہی کہا گیا ہے۔ **بیت**

قائم ہے وہ سنت پہ پئے حق شعار		گھر دیا سگا بھائی تو مروا دیا ہے	

حضرت ابوبکر کی نسبت مجھکو ابھی تک تحقیق نہیں ہوا کہ وہ مجرموں کو کس سے پٹواتے
تھے ۔ مگر ضرور ہے کہ اپنے ہاتھہ سے نہ مارتے ہوں گے ۔ مثل جناب عمر و حضرت
عثمان کسی دوسرے ہی غلام تمام سے مرواتے ہوں گے ۔ اگر بقول
شاہصاحب غلامان عثمان نے بلاؤں کی رضامندی کے ابن مسعود کے [illegible]
عاتقہ اوٹھایا تھا تو اونپر واجب ہوگیا تھا کہ بجرم ضرب رسانی ایک دو کو
سر دربار چوبچہ کردیتے ۔ تاکہ اونکو پوری عبرت ہوکر آئندہ غلام نبی کو
مارنے پر جرات نہ ہوتی ۔ شاہصاحب نے تحریر بالا میں جسکے مقابلات دکھایا ہوں
یہہ نہیں ظاہر فرمایا کہ جب عثمان عبداللہ ابن مسعود وغیرہ کو مارپیٹ کرکے
قرآن سے چکے اور خود جمع فرمایا تو دیگر مصاحف کو کیا کیا ۔ چونکہ سبکو خبر ہے کہ
جناب عثمان نے جلادیا تھا لہذا اونکو حیا دامنگیر ہوئی کہ اگر قرآنوں کے جلانیکا
حال لکھتا ہوں تو عجب نہیں کہ بعض باخدا برانگیختہ و سوختہ ہوکر عثمان کو بجائے جامع
القرآن محرق القرآن کے لقب سے یاد کرنے لگیں ۔ لہذا اونہوں نے قرآن
جلانے کے بارہ میں کچھہ نہیں تحریر فرمایا حالانکہ شیعہ اور نیز جمیع اہل اسلام کا طعن
عثمان پر ایک بڑا طعن ہے ۔ درنیولا جب ہم گروہ شیعہ اہلسنت سے کہتے ہیں
کہ آپ کے تیسرے خلیفہ نے صدہا قرآنوں کو آگ دکھا کر خاکستر بنادیا ۔ چونکہ کتابیں
نہیں دیکھتے اور نہ علمائے فرقہ سنیہ اونکو یہہ تیز و گرم مہک بکائے ہوئے مضامین
سناتے ہیں ۔ لہذا بالفور استماع یہہ یقین کرلیتے ہیں کہ شیعہ کا خلیفہ ثالث پر یہہ بہتان
وافترا ہے کیا کہیں خدانخواستہ حضرت عثمان نامسلمان تھے ۔ جو پاک و مقدس
کلام الہی سے ایسی گستاخی کرتے ۔ بنابران مجھپر لازم ہوا کہ علمائے متقدمین و متاخرین
کے بیان سے یہہ بات دکھا دوں کہ ضرور حضرت عثمان نے قرآن جلائے

اور اونکا یہہ فعل جسکو سنکر اہلسنتہ شرم کرتے ہین علمائے معتبرین کے نزدیک ممدوح
تھا نہ مذموم۔ علمائے سابقین سے ہر چند کہ اکثر علمانے قبول کرلیا ہے کہ عثمان
نے قرآن جلائے۔ لیکن مین اسوقت فقط ایک عالم اہلسنتہ کا بیان پیش کرتا ہون اور
زمان بعد متاخرین کے ارشاد سے ظاہر کرکے حضرات اہلسنتہ کے گہونگٹ کو جو کہ غایت
حیا سے نادمانہ طور پر واقعہ قرآن سوزی سے شرم آگین ہوکے چہرہ پہ ڈالا ہے
اوٹھا دون گا ✻

بیان عالم سابق

ملا محسن کشمیری نے رسالہ نجاۃ المومنین مین تذلیل و تحقیر صحابہ و قرآن سوزی کا
بیان بایں عنوان کیا ہے۔ مِنْهَا اِنَّهُ وقع مِنْهُ امور منکرۃ فی
حق صحابۃ فضرب ابن مسعود حتّٰی کسّر ضلعین من اضلاعہ
واحرق مصحفہ وضرب عمّار حتّٰی اصابہ فتق وضرب ابا ذر و
نفاذہ الی الربذہ اھ

خلاصہ عبارت یہہ ہے کہ عثمان پر جو اعتراض کئے جاتے ہین کہ اون سے
امور منکرہ واقع ہوئے۔ جنکی تفصیل یہہ ہے کہ ابن مسعود کو اسقدر پٹوایا کہ ہڈی ٹوٹ
گئی اور اونکا قرآن لیکر جلا دیا اور ابا ذر کو مدینہ سے خارج کرکے ربذہ مین ڈالو
دیا۔ اور عمار یاسر کو اتنا مارا کہ عارضہ فتق عارض ہوگیا۔ ان سب ایذاء و مطاعن کا
جواب یہہ ہے۔

ان ضرب ابن مسعود کان انہ طلب عثمان رضی اللہ عنہ
مصحفہ حین اراد جمع الناس علی مصحف واحد بالترتیب
واحد بین الشیوع لئلا یختلف فیہ کاختلاف الیھود و

النصاف نے فیصلہ کتاب بہتر فرمائی - خلاصہ یہہ ابن مسعود سے عثمان
نے اوسکا قرآن اس غرض سے مانگا تہا کہ خلایق کو اپنے جمع کئے ہوے قرآن پر
چلاوے - ایسا نہو کہ متعدد و مختلف قرآنون کے موجود ہونے سے مسلمانون مین وہ
اختلاف پیدا ہو کہ جیسا یہود و نصاریٰ مین ہو گیا تہا - چونکہ ابن مسعود نے اوسکے دینے سے انکار
کیا - لہذا ہاتہہ پیر دبائے گئے - بعد اس آفرین و ستایش کے ملا محسن موصوف نے ابوذر
و عمار یاسر و ابن مسعود وغیرہ پر عثمان کے دست دراز ہونے کو نہایت مناسب الفاظ مین
توصیف بیان فرمایا ہے - کہان مین متعقدان شاہ صاحب آنکہہ کہولکر الفاظ تحفہ مندرجہ
بالا و تحریر کشمیری مین انتہا ازدین - کیا یہہ کہ غلامان عثمان البتہ با ابن مسعود خشونت نمودند
و ضرب و صدمہ بہم رسانیدند - اور کہان بقول ملا محسن کشمیری یہہ کہ کسر ضلع من
اضلاعہ یعنے اوسکی ایک ہی ٹوٹ گئی شاہ صاحب کے بیان سے پہلے
ہم یہہ سمجہتے تہے کہ ابن مسعود کے ساتھہ غلامان عثمان نے خشونت کی ہے دو چار
دہکے یا گہتے دیے ہونگے - جس سے حقیقت طور پر ایسا صدمہ پہونچ گیا ہوگا جسکی
تعریف دفعہ ۳۲۳ تعزیرات ہند مین کیگئی ہے -
مگر ملا کشمیری کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ سنگین واردات ہوگئی - معتدبہ
اختیارات پولیس مین آگیا - اگر مجرم سپرد چوکیداران نہوا اخفاے واردات کا کشکر
لگا ہوا ہے - چونکہ ضرب شدید ہے لہذا زیر دفعہ ۳۲۵ جناب عثمان کا چالان ہوجاتا
کاش انگریزی جج کے سامنے جنہون نے بلا رعایت و جنبہ انصاف کو اپنا شعار و
فرض منصبی سمجہہ رکہا ہے - ایسے شخص کا چالان ہو کہ جسے کئی معزز بلکہ صاحب سلطانی
ہادی ہونیکا دعویٰ ہو - یقین ہے کہ بلا سزائے حبس دوام و ضبطی مال
و اسباب کبہی نہ چہوڑتے - چونکہ انگریزی حکومت سے پہلے جنہین ہمکو استغاثہ کرنیکا
استحقاق ہے حضرت عثمان اپنے مقر اعلیٰ کو چلے گئے - لہذا داد رداد گر سے ہم کم

حقیقی جج ہے ستغیث ہوتے ہین - کہ عثمان اصحاب رسول کو غلامون سے مروا کر ایک پاک و مقدس کتاب جلا کے فرار کر گیا ہے - اوسکو وہین کار خانہ قضا و قدر کے گنہگارون سے گرفتار کرا کے حکم واجب دیا جاوے ؛

بیان عالم متاخر

زمانہ حال مین ایک فاضل جلیل اہلسنت نے (جنکا نام نامی جناب حافظ خلیل احمد صاحب ہے اور در نیولا مدرسہ دیوبند مین مدرس ہین) علم مناظرہ مین مسمی بہ ہدایات الرشید ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے اور وہ ایسی سندی اور پاس یافتہ تحریر ہے کہ جسکو عموماً علمای اہلسنت نے سر پر رکھا ہے - اور بڑے بڑے لمبے چوڑے الفاظ مین تقریظین لکھکر اوسکو نمونہ عجائب قدرت خداوندی بیان کیا ہے - بلکہ بطور مختتم لکھدیا ہے کہ ایسی نادر و عجوبہ روزگار کتاب آجتک تصنیف نہین ہوئی - حقیر اوسی جلیل القدر کتاب سے ایک شہادت پیش کرتا ہے جس سے صاف طور پر یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عثمان نے قرآن جلوائے اور پھنکوائے - اور اہلسنت کے نزدیک عثمان صاحب کا جلوانا اور پھنکوانا کوئی برا فعل نہ تہا - جناب مولانا و مقتدانا مولوی فرزند علی صاحب شیعی امامی کے قول کو ہدایات الرشید کے صفحہ ۲۶۷ - سطر ۱۴ - پر اسطرح نقل کیا گیا ہے - (آپ کے خلیفہ ثالث نے اسی پر اکتفا نہین فرمایا کہ غلط ہی ٹھرایا ہو بلکہ کتاب اللہ کو جسکی تعظیم و احترام ضروری ہے جلوایا پہنکوایا - علی اختلاف الروایتین) اگر جناب عثمان نے جلوائی پہنکوائی ہوتی (کتاب اللہ) تو ضرور تھا کہ ایسا عالم متبحر جو کہ بوجہ متاخر ہونیکے ہر قسم کے پہلو دبائی ہوئے ہے کوئی ثبوت عدم احراق پر دکہاتا - اور حضرت عثمان کی پیشانی مبارک کے اوس خط سیاہ کو جو کہ خاکستر قرآن سے لگایا ہے مٹاتا - مگر بحمد اللہ اونہون نے تسلیم فرمایا کہ یہہ فعل ناشدنی خدام عثمان سے ضرور وقوع پذیر ہوا - چنانچہ اونہون نے صفحہ مذکور کے

سطر ۱۸ پر ایک طولانی عبارت بطور استفتا لکہی ہے - جس کو بجنسہٖ نقل کرتا ہون +

عبارت استفتا مولوی خلیل احمد صاحب

کیا فرماتے ہین علماء امامیہ اثنا عشریہ اِس صورت مین کہ ایک شخص نے ایسی حالت مین کہ اوسکے نزدیک قرآن شریف مین کلماتِ تفسیری لکہے ہوئے تھے اصل قرآن کو اونسے جدا کرکے جمع و تالیف کیا اور بعد جمع و تالیف کے اوسکے نسخ کو اطراف و اکنافِ عالم مین شائع کیا - اور اوسکو موافقین مخالفین نے بلا اعتراض صحیح قرآن تسلیم کرلیا - پہر اوس شخص نے اِس خوف سے کہ وہ قرآن جو منزل مستودہ کے تہا اور جسمین کلماتِ تفسیر درج ہے تہے مبادا ظاہر ہوکر باعث اختلاف امت و نزاع کا ہو - اوسکو جلوا دیا یا پارہ پارہ کروا دیا - تو یہہ شخص ماجور ہے یا آثم اگر آثم ہی تو کس گناہ کا مرتکب ہوا - انتہی کلامہ)

عبارتِ استفتا سے چند فوائد پیدا ہوئے -

اوّل یہہ کہ زمانہ عثمان تک قرآن ایسی ابتری مین تہا کہ اوسمین الفاظِ غیر منزلہ و تفسیر درج تہے - پس اوسوقت تک کوئی صحابی صحیح طور پر قاری قرآن نہ تہا - کمال افسوس کے ساتھہ کہا جاتا ہے - اور جن کے سامنے قرآن نازل ہوتا تہا - اسطرح پر بہی قرآن نہ پڑہ سکتے تہے جیسا کہ آج ایک جولاہے کا لونڈا صحیح طور پر فر فر پڑھ لیتا ہے +

دوم یہہ کہ جس قرآن کو حضرت عثمان نے جمع فرمایا تہا اوسکو موافق و مخالف نے صحیح قرآن تسلیم کرلیا حالانکہ باعتبار واقعات و اخبارِ متواترہ یہہ بات بالکل غلط ثابت ہو چکی ہے کہ مخالف و موافق نے اُس قرآن کو صحیح مان لیا ہو وے -

مخالف بھاگئے خود رہے موافقین مین یہ ڈہول جو تی چلی کہ پناہ بخدا حضرت عایشہ کو دیکھیے کہ حضرت عثمان کی کیسی طرفدار و خیراندیش ہین - کہ خون بہا لینے کے لئے حضرت ایسے آمادہ جدال و قتال ہوگئین - مگر جبکہ جناب عثمان نے بعد ہا قرآن جلاکر مصحف موجودہ کو شایع فرمایا بی بی صاحبہ باین اتفاق و اتحاد سوختہ خاطر ہوکر ایسی بگڑین کہ خلیفہ صاحب کو ملعون کہدیا جب اسپر بھی صبر نہ آیا عام مسلمانون کو اون کے قتل پر فتوی جواز دیدیا دیکھو استیعاب مین ابن عبد البر کا یہہ قول جو پہلے نقل کرچکا ہون ٭

قالت عایئشہ بحق عثمان لعن الله نعثلا وقتل الله نعثلا وہلذا اقتلوا احراق المصاحف ٭

سوائے جناب عایشہ ابن مسعود و ابی بن کعب کے جو قرآن کے جھگڑے مین گت بنی اور سر کی خاک جھڑی وہ سب پر عیان ہوچکی ہے - تحفہ کی ایک طولانی عبارت اول نقل کرچکا ہون جسکا ایک ٹکڑا یہہ ہے -

(کہ عبد اللہ ابن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قرأت شاذہ در مصحفہائے خود نوشتہ بودند از موقوف کردن مصاحف خود را او رنجیدند ٭)

افسوس ہے کہ مؤلف ہدایات الرشید نے عبارت استفتاء مین یہہ بات لکھکر کہ عثمان کے جمع کئے ہوئے قرآن کو مخالفین و موافقین نے نیچم تسلیم کرلیا - بڑا مغالطہ دہوکہ دیا - عائشہ ملعون کہکر بالقاب احراق المصاحف حضرت عثمان کو یاد کرین ابن مسعود و ابی بن کعب جوتیان کہائین ہڈیان تڑوائین - اور اپنا قرآن نہ دین اور پہر باین ہمہ مخالفت مؤلف ہدایات الرشید یہہ دعوی کرین کہ کل مسلمان رضامند تھے تعجب ہی کہ اہل سنت کا ایسا فاضل جلیل جھوٹے الفاظ مین علمائے شیعہ سے فتوی طلب کرے - ہر چند کہ مین کوئی عالم نہین بلکہ جہلائے شیعہ کی

جماعت سے ایک معمولی درجہ کا بے حقیقت آدمی ہون۔ ممکن تھا کہ مین جہالت وبیدانشی
مستفتی کے جواب مین قلم اوٹھاتا۔ مگر پہلے صاحب ہدایات الرشید سے یہہ دریافت
کرتا ہون کہ وہ ان الفاظ کے لکھنے مین (کہ مخالف و موافق نے بلا اعتراض صحیح قرآن
تسلیم کرلیا) کس حد تک سچے ہین۔ لفظ مخالف و موافق کی وسعت عرب کے بعض
جنگلون سے بڑہی ہوئی ہے۔ کیونکہ اسمین ہر درجہ کے تمام مسلمان شامل ہین۔ براہ مہربانی
ارشاد فرمائین کہ حضرت عائشہ و ابن مسعود و ابی بن کعب خواہ مخالف تھے یا موافق فعل
عثمان سے کیون ناراض رہے۔ عائشہ برابر ملعون کہتی رہین اور ابن مسعود مرتے مرگیا
مگر بات نکی۔ مین ایسے فتوی پر جو کہ نفس الامر مین جھوٹا اور سراسر خلاف واقعہ ہی دستخط
نکرون گا۔ تاوقتیکہ ہر دو توجیہات حضیر مخالف و موافق کا سارٹیفکیٹ رضامندی مہری و دستخطی
مستفتی صاحب پیش نفرمائین۔ جب تک کہ مضمون صحیح ہے استفتا نکیا جائیگا۔ گروہ
امامیہ سے کوئی شخص جواب دینے مین کاغذ و دوات کے ضائع کرنے سے اپنا بہرہ
سرفرون کی فہرست مین نہ لکھائیگا۔ مین بصد ادب مولوی خلیل احمد صاحب کی خدمتمین
عرض کرتا ہون کہ آیندہ ایسے جھوٹے مضامین کے فتوی علمائے شیعہ سے طلب نفرمائیں
اسمین ہماری کوئی تنقیص و خفت نہین ہوتی بلکہ مذہب اہلسنت پر سخت الزام وارد
ہوتا ہے کہ اون کے علمار باتباع کاذبین و غادرین و خائنین وغیرہا اتنک جھوٹ
بولنے کو ضروریات دین سے سمجھہ رہے ہین۔ صاحب ہدایات الرشید کا مضمون استفتا
خود بزبان حال کہہ رہا ہے کہ بے شبہہ عثمان نے جلوانے پہڑوانے چروانے مین
جیرہ دستی کی اور وہ فعل اہلسنت کے نزدیک ممدوح تھا نہ مذموم۔ پس آیندہ کسی سنی
پاک مذہب کو یہہ بات قیاس کرنی نچاہئے کہ کیا عثمان ایسے تھے جنھون نے
کتاب خدا کو جلادیا ہوگا۔ سمجھہ لینا چاہئے کہ وہ ایسے پائے کے مسلمان تھے کہ
جنکی نگاہ مین قرآن قابل سوختنی و دریدنی تہا۔ چونکہ مین نے شاہ صاحب کی

اوس تقریر پر جرح شروع کر رکھی ہے جو کہ درباب عثمان و ابن مسعود اون کے زبان قلم سے
نکلی ہے - ممکن ہے کہ ناظرین کو اصل معاملہ بوجہہ طولِ کلام فراموش ہو جائے - لہذا
یاد دلاتا ہون کہ ابھی شاہصاحب کی تقریر پر رد و قدح چلی جاتی ہے - جس کے اسوقت تک
کل چار مقام دکھائے گئے ہین - انشاء اللہ دیگر حضرات کو بھی توڑ پھوڑ کر وہ حالت
بیان کرون گا جسکو علماء اہلسنت نے قرآن کے ساتھہ پسندیدہ و ملتزم کر کے اوسکا
غلط ہونا ظاہر فرمایا ہے ✣

مقام چہارم کی جرح سے یہہ نتیجہ نکلا کہ عثمان نے ابن مسعود کو آتنا پٹوایا اور غلامون سے مروایا
کہ بقولِ ملا حسن کشمیری اوسکی ہڈی ٹوٹ گئی - اور شاہصاحب اس عنوانِ بیان ہین کہ
غلامان عثمان نے بلا اشارہ مالک ابن مسعود کو مارا بالکل سچے نہ تہے -

مقام پنجم

(و معہذا بہر چہ ممکن بود استرضائے ابن مسعود خواست
و عذرہا کرد - اگر ابن مسعود قبول نکند ملامت بر ابن مسعود خواہد بود نہ بر عثمان الی آخرہ)
مقام تامل ہے کہ اگر حضرتِ عثمان سے کوئی فعل ناجائز وقوع پذیر نہوا تہا تو ابنِ
مسعود سے درحالیکہ وہ بیمار تھے کیون عذر کرنے لگے تھے اور کسلیئے روپیہ پیش کیا
تھا - کہ آپ اپنا حصہ لے لیوین اور بر وقت ضرورت اوسکو کیون ندیا - چنانچہ تحریر
شاہصاحب مذکورہ بالا مین ابن مسعود کا یہہ بیان قلمبند ہوا ہے - (کہ عطائے ترا امسال
چون محتاج بودم نرسانیدی حالانکہ ازین جہان مستغنی شدم و سفر آخرت پیش آمدہ
بمن میدہی - عثمان گفت بدختران خود بدہ ابن مسعود گفت دختران خود را
بخواندہ سورہ واقعہ در ہر شب فرمودہ ام) مقام تامل ہے کہ حضرت عثمان نے ابنِ
مسعود جیسے صحابی جلیل القدر کے حصہ کو ایک عرصہ دراز تک داخل بیت المال
رکھا اور بوقت احتیاج اوسکو ندیا اور ہنگام وفات پیش کیا جس سے اوسکو
ایسی ناراضی ہوئی کہ نہ خود لیا اور نہ اپنی لڑکیون کو لینے دیا - علاوہ اوس ضرب و

صدمہ کے جو غلامان عثمان کے ہاتہہ سے ابن مسعود کو پہونچا بیچارہ پر یہہ کیسا ظلم ہوا

کہ اونکے حصہ کو بندیا۔ اور محتاج بنا دیا۔ کیا غلامون سے پٹوانیکا یہہ ہی تلافی تہا اسیطرح

جلیل القدر کو جوتیان بہی لگوائین اور اونکا مال بہی ضبط کرلین اور پہر علاوہ خواہون بلکہ

سفارش کے لئے بقول شاہصاحب ام حبیبہ زوجہ رسول حلیم کو لیجائین اسپر بہی

خطابخشی نہ ہو معلوم ہوتا ہے کوئی سخت صدمہ ابن مسعود کو پہونچا تہا۔ جسکے درد

کرب سے وہ عثمان کو پروانہ معافی نہ دے سکا اور ناراض دنیا سے اوٹہا۔

بخاری شریف مین بہ سند صحیح یہہ حدیث وارد ہوئی کہ مرد مسلمان کو جایز نہین ہے

کہ تین شب سے زیادہ جدائی رکہین یعنی ناراضگی سے ترک کلام کرین اگر بخاری مین یہہ

حدیث فی الواقع صحیح طور پر نقل ہوئی ہے تو لازم آئیگا کہ ابن مسعود خود مسلمان نہ تہا یا کہ

عثمان کو صاحب ایمان نہ جانتا تہا۔

اے ناظرین خوش آئین جناب شاہصاحب کی یہہ عادت ہے کہ اپنی طبیعت سے

ایک بوٹا اور چلتا ہوا تہا مضمون خلفاء ثلثہ و اشباہہم کی برآت مین بلا سلسلہ سند

لکہدیا کرتے ہین اور چونکہ خوش تقریر ہے لہذا وہ کلام عام طور پر عمدہ معلوم ہوا کرتا ہے۔

اسی ابن مسعود کے قصہ کو دیکہہ لو۔ کہ کیا کیا عجیب باتین بنائین ہین کہ عثمان عذر و

معذرت کے لئے معہ زوجہ کے گئے اور عفو جرائم کے خواستگار ہوئے ام حبیبہ

زوجہ رسولخدا نے بہی سمجہایا مگر وہ رضامند نہ ہوا۔ عطائے عثمان بہی نہ خود لیا مگر

نہ اپنے بیٹون کو لینے دیا مطلب یہہ نکالا ہے کہ عثمان ہر طرح بری الذمہ تہے جو

کچہہ قصور تہا وہ ابن مسعود کا تہا۔ چنانچہ فقرہ ذیل مندرجہ تقریر شاہصاحب (اگر ابن مسعود

قبول نکند ملامت بر ابن مسعود خواہد بود نہ بر عثمان صاف کہہ رہا ہے کہ شاہصاحب

بیچارے ابن مسعود کو ملزم بنا رہے ہین غریب نے جوتیان بہی کہائین ہڈی پسلی بہی تڑوائی

اپنے حصہ سے بہی محروم رہا مفلسی سے گذران کی اور پہر مظلمہ عقبے بہی گردن پر رہا الی حاصل

جو کچھ کہ شاہ صاحب نے دربارہ رضاجوئی ابن مسعود گذارش فرمائی ہین اونکی
دراصل کوئی بنیاد نہین محض بناوٹی اور طبع زاد مضمون ہے کیونکہ اون کے
والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین کچھ اور ہی فرماتے ہین - اور ولی اللہ
اس پایہ کے شخص تھے جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ مین آیتہ من آیات اللہ
ومعجزہ من معجزات رسول اللہ بیان کیا ہے وہ کتاب مذکور مین ابن مسعود کا حال
اسطرح کے لکھتے ہین کہ ابوذر را بجہت آنکہ رخنہ در قواعد مقررہ شرع نافتد وعبداللہ
ابن مسعود را برائے آنکہ در اجتماع ناس بر مصحف خللے نہ افتد از جاہائے خویش
بدر نمودند - لیجئے شاہ صاحب تو لکھتے ہین کہ یون خوشامد کی اور روپیہ پیش کیا اور بعد
ام حبیبہ درخواست معافی داخل کی - اور اون کے پدر بزرگوار جو کہ بہر حال اونسے
عمر مین کسیقدر بڑے تھے - لکھتے ہین کہ اوسکو ابوذر کے ساتھہ مدینہ سے ہی نکالا
تھا - اب ہم ان دونون بزرگوارون مختلف القول سے کسکو سچا کہین - آیا شاہ صاحب
یا اون کے باپ ولی اللہ کو ہماری جرأت تو کبھی مقتضی نہین ہوسکتی کہ باپ کو
جھوٹا کہہ کر بیٹے کو سچا سمجہ لیوین - افسوس ہے کہ اہلسنت کا ایسا فاضل باپ کے
مخالف تقریر کرنے مین ایک ذرہ خوف بدنامی نہ کرتا تھا - بعد ختم جرحات وہ
روایات دکھاتا ہون - جن سے قرآن کا ناقص ہونا عند السنیہ ثابت و مسلم
ہوچکا ہے - واضح رائے ارباب دانش ہووے کہ محققان اہلسنت نے
دربارہ قرآن چند باتین حوالہ قلم فرمائے ہین اون پر باسمعان نظر غور فرمایا جاے -

(۱) یہہ کہ آنحضرت پر سوائے قرآن موجود کے ایک اور قرآن نازل ہوا
تھا جسکو وہ حفظ طبیعت نہ کرسکے اور یہہ فوراً وہ نسیان ہوگئے -

(۲) یہہ کہ بہت ساحصہ قرآن کا جاتا رہا -

(۳) یہہ کہ بعض آیات سے الفاظ کم کردیے گئے -

(۴) یہہ کہ بعض سورتین قرآن سے خارج کردی گئین۔

(۵) یہہ کہ چند سورتین خارج قرآن عثمان نے داخل قرآن کردین۔

(۶) یہہ کہ بعض الفاظ قرآن مین زاید کرئے گئے۔

(۷) یہہ کہ ایک لفظ سے دوسرا لفظ تبدیل کیا گیا۔

(۸) یہہ کہ سہو کاتبین قرآن مین کچہہ کا کچہہ لکہا گیا۔

فصل چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امر اول سوائے قرآن موجود کے ایک اور قرآن آنحضرت پر نازل ہوا تھا جسکو بہول گئے

شرح بزدوی مین لکہا ہے۔ قال الحسن ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ اوتی قرآن ثم نسیہ فلم یکن شیئا۔ حسن کہتا ہے کہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک قرآن نازل ہوا تھا جسکو آنحضرت بہول گئے اب اوسمین سے کچہہ باقی نہین رہا یہہ مضمون تتمہ صحیح مسلم مطبوعہ صحیح کے صفحہ پر بہی درج ہے بعد عجب مضمون بیان ہوا ہے کہ جس سے خدا اور رسول دونوں معاذ اللہ ملزم ٹھہرتے ہین۔ اگر محمد صلعم مین اوس قرآن محو شدہ کے مطالب و مضامین عالیہ کے یاد رکہنے کا تحمل نہ تہا۔ تو خدائے کریم نے یہہ عبث کام کیون کیا۔ حالانکہ افعال لغو و عبث سے اوسکی ذات پاک مبرا ہے۔ اندرین صورت خدا پر واجب تہا کہ یا محمد صلعم کو ایسا حافظہ عنایت فرماتا کہ جس کی قوت سے قرآن سہو شدہ کے تحفظ پر قادر ہوتے۔ یا کسی عاقل کی

سمجھا۔ اسمیں امت کی بڑی حق تلفی ہوئی کہ نبی کی عبادت ذہنی سے محروم از استفادہ قرآن دائیں شدہ ہوئے۔ حضرات اہلسنت شرم نہیں آتی ایسے مضامین بے سروپا لکھدیتے ہیں کہ جس سے مخالفین اسلام کو حملہ کرنے کا پورا موقع ملجائے۔ اگر کوئی مخالف اسلام کہدیوے کہ قرآن موجودہ کو وہ بھولا ہوا ہوں کے اندر سے چودہ سے پندرہ یاد کرکے ہر سال تراویح میں پڑھا کرتے ہیں اور بھولتے نہیں کیا محمد ایسے بھی نہ تھے تو کیا جواب دیا جائے گا۔

امر دوم بہت سا حصہ قرآن کا جاتا رہا

تفسیر درمنثور میں لکھا ہے أخرج أبو عبيد وابن الضريس وابن الانباري في المصاحف عن ابن عمر لايقولن احدكم قد اخذت القرآن كلّه مايدريه ماكلّه قد ذهب منه قرآن كثيرا ولكن يقل قد اخذت ما ظهر منه۔ مقام تحیر ہے کہ عبداللہ ابن عمر جیسا صحابی جلیل القدر جسکی توصیف میں علماء اہلسنت نے دفاتر سیاہ کئے ہیں۔ قرآن موجودگی نسبت یہہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اوس کا بہت سا حصہ جاتا رہا۔ اور اہل اسلام یہہ گمان نکریں کہ تمام منزل سماوی پر عبور و دسترس رکھتے ہیں۔ پس جبکہ حصہ کثیر معرض نقصان میں آگیا تو ہم بین تفاوت قلیل باقی رہگیا نہ معلوم اوس حصہ کثیر التعداد میں کیا مضامین ہوں گے افسوس ہے کہ جامع القرآن کی دست اندازی سے امت کے حقوق بیشمار تلف ہوگئے۔ اسی مضمون کو فتح الباری نے شرح بخاری میں بھی لکھا ہے۔

انه كان يكره ان يقول الرجل قرات القرآن كله ومنه قرآن قد رفع۔ یعنے ابن عمر اسباب کو مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص تمام

قرآن کے جاننے پر نازکرے - کیونکہ اون کے اعتقاد مین قرآن موجودہ سے بہت سا حصہ اوٹھالیا گیا ہے - روایت اوّل جو کہ تفسیر درمنثور سے نقل کیگئی ہے اوس کا اہلسنت ایک بڑے متبحر مناظر نے جو جواب دیا ہے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے - اوس کے معائنہ سے اہل دانش پر واضح ہوجائے گا - کہ مناظر صاحب نے روایت کو قبول کرکے کیسا ضعیف و رکیک جوابدیا ہے مولوی خلیل احمد صاحب بجواب شیعہ ہدایات الرشید کے صفحہ (۶۶۱) سطر (۴) پر رقمطراز ہین -

(کہ جو روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی اوس کے ظاہر معنی یہہ ہین - کہ بہت سا حصہ قرآن جو نازل ہوا تھا وہ منسوخ ہوگیا - اور جاتا رہا تو کوئی یون نہ کہے کہ مین سب قرآن منزل پر حاوی ہوگیا - کیونکہ منسوخ شدہ اس سے خارج رہیگا - اور اس کے ہرگز یہہ معنی نہین ہوسکتے - کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی نے اسمین سے کم کردیا ہے - (افسوس ہے کہ ایسا عالم روایت کے مطلب مین وہ جیرپوز توجیہ نکالتے - جسکو دیکھکر طفل ابجد خوان بھی ہنس پڑے - صاحب ہدایات الرشید کو آگاہ ہونا چاہئے - کہ جو آیات منسوخ ہوکر آنحضرت کے زمانہ مین متروک التلاوت ہوچکی ہین - وہ حکم قرآن مین داخل نہین ہوسکتین - ایسی آیات کی نسبت یہہ خیال کرنا کہ عبداللہ ابن عمر نے اونکو جزو قرآن سمجھکر بروایت مذکور القدر حصہ کثیر کا ضائع ہونا بیان کیا ہے - عبداللہ صحابی جلیل القدر کا تخطیہ کرنا ہے - کیا ابن عمر آیات منسوخ شدہ کو داخل قرآن جانتے تھے - جو بروایت درمنثور (قد ذھب منه قرآن کثیرۃ بیان فرمایا یعنے بہت سا قرآن کم کردیا گیا - صاحب ہدایات الرشید کی توجیہ نے اہلسنت کے مذہب کی حقیقت ظاہر کردی - کہ وہ نقصان قرآن کی بابت کوئی معقول و ذہن نشین جواب نہین دے سکتے

نہ معلوم مولوی خلیل احمد صاحب پر کیونکر ظاہر ہوا کہ عبد اللہ ابن عمر کا اس بات کے بیان کرنے سے آیات منسوخ شدہ کی جانب اشارہ تھا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو سوائے اعلمیت و افضلیت کچھ کشف و کرامات میں بھی حصہ ہے - اہلسنت بہت غل مچایا کرتے ہیں کہ شیعہ نقصان قرآن کے قائل ہیں وہ آنکھ اوٹھا کر اپنے خلیفہ زادہ کے قول اور مولوی خلیل احمد صاحب کے خیالی معنی تراشنے کو ملاحظہ فرمائیں - ہر چند کہ بتائید (امر دوم) یہہ ہی ایک روایت کافی تھی مگر طبعیت نہیں مانتی مچل مچل کر کہہ رہی ہے کہ بہ ثبوت نقص قرآن کچھ اور روایات اہلسنت نقل کرو - لہذا عرض کرتا ہوں -

صحیح مسلم و کتاب مستدرک و حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ قراء بصرہ کے پاس ابو موسیٰ اشعری بھیجے گئے اون کی خبر سنکر تین سو قاری جمع ہوئے جنہوں نے قرارت قرآن کی تھی - قاریان مذکور ابو موسی سے کہنے لگے کہ ہم ایک سورت کو پڑھتے تھے کہ طول کلام و سختی مضمون میں بقدر سورہ برأت کے تھی - لیکن اب ہم اوسکو بھولے ہوئے ہیں - منجملہ بہت سی آیات کے فقط اسقدر یاد ہیں - لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنَ الْمَالِ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ - اور دوسری صورت کہ ایک مسبحات کی برابر تھی اوسے بھی بھول گئے - قرآن رائج الوقت میں اونکا کچھ پتہ و نشان نہیں اسوقت ہمکو فقط اتنا یاد ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ فَتُكْتَبُ شَهَادَةٌ فِيْ اَعْنَاقِكُمْ سوائے اسکے جلال الدین سیوطی نے کتاب اتقان میں لکہا ہے کہ زمانہ رسولخدا میں سورہ احزاب کی دو سو آیتیں تھیں - چنانچہ عائشہ سے روایت ہے قَالَتْ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ تُقْرَءُ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ مِائَتَيْ اٰيَةٍ فَلَمَّا كَتَبَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ لَمْ يَقْدِرْ مِنْهَا اِلَّا عَلٰى مَا هُوَ الْاٰنَ بی بی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ زمانہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ میں

سورۂ احزاب کی دو سو آیتین تہین لیکن جسوقت کہ عثمان نے قرآن کو جمع کیا۔ آیات موجودہ
کے سوا ر باقی کے لکھنے پر قادر نہ ہوا۔ ناظرین خیال فرمائین۔ کہ منجملہ دو سو [۲۰۰] آیات کے کلہم
اجمعین تہتر [۷۳] آیتین سورہ موصوفہ مین پائی جاتی ہین۔ اس حساب سے دو حصہ سورت کا
لقمہ ہوگیا۔

تفسیر درمنثور مین جلال الدین سیوطی لکھتے ہین۔ کہ سورۂ احزاب بقدر سورۂ بقر
تہی بلکہ اوس سے بہی طویل اور آیہ رجم اوسمین داخل تہی۔ سورہ بقر مین دو سو چہیاسی [۲۸۶]
آیتین تہین۔ پس تہتر [۷۳] اور دو سو چہیاسی [۲۸۶] کے حاصل تفریق پر نظر کرنا چاہیے۔ کہ
کسقدر آیات نکالدی گئین ہین۔ ثبوت کلام مین درمنثور کی عبارت ملاحظہ ہو۔

قالت کانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة او اطول منها وکانت
فیها آیة الرجم۔ بیچاری احزاب کی ایسی خبر لی ہے کہ بالکل ہاتہہ پیر توڑ کے لنگڑا
لولا بنا دیا ہے۔ صاحب مستدرک اپنی تفسیر مین حذیفہ بن الیمان سے ناقل ہین۔ کہ
اسوقت چہارم حصہ بہی سورہ موصوف کا قرآن مین نہین ہے۔ سوا اسکے ازین صحیح
بخاری و موطاء مالک و تفسیر درمنثور مین ایک عجیب و غریب مضمون نقل ہوا ہے
جس کے دیکھنے سے سخت تحیر واقع ہوتا ہے۔ بروئے کتب مذکورہ حضرت عمر معتقد
تہے کہ آیہ رجم از جملہ قرآن تہے۔ مگر خلیفہ موصوف نے با این خیال کہ لوگ یہہ الزام
نہ دینے لگین کہ عمر قرآن مین اضافہ کرتا ہے۔ آیہ متذکرہ کو خارج از قرآن رکہا۔ جبکہ جناب
عمر کے اعتقاد مین یہہ بات داخل تہی کہ یہہ آیت دراصل قرآن کی ہے۔ تو اوسکو
اپنے موقعہ پر کیون نہ چہاپا۔ کیا شرع مین کیا شرم تہی۔ اس سے واضح ہوا کہ دیدہ و دانستہ
قرآن کو ناقص چہوڑ گئے۔ جو لوگ کہ حضرت مرتضوی پر بوجہ عدم رواج وہی قرآن بعہد
خود معترض ہین۔ وہ خلیفہ دوم کی فرد گذاشت پر نظر نکرین کہ باوصف حکومت و شوکت
و صولت جان بوجہکر نقص چہوڑ گئے۔ بیچارے عثمان ہی پر کیا الزام ہے قرآن کی جانب

اون ہر دو شیخ صاحبان کی بھی مطابق توجہ نہ ہوئی وہان تو سوائے اس کے کہ بیت المال کو
ہڑپ کیا جاوے سے اور کوئی پیش نہ رہا تھا۔

آخرین یہہ بھی پس لیوین کہ غریب سورہ احزاب نے کیا قصور کیا تھا۔ جو اس بیدردی سے
اوسمین کاٹ تراش کئے گئے سبب یہہ تہا کہ منافقین و دنیا طلب و دشمنان اہلبیت کی
اوسمین اسم باسم تصریح تہی۔ بروقت نزول سورہ موصوف صحابہ کو یہہ گمان تھا کہ اصحاب محمدی سے
کوئی نہ بچے گا۔ مگر یہہ کہ فضیحت و مذمت کیا جائے۔ کیونکہ صحابہ لیام کے نام انکا تار چلے آتے
تہے۔ جو جو اعمال خفیہ بوجہ منافقت کئے گئے تہے۔ وہ ظاہر ہوتے تہے۔ بجائے احزاب
کے اس سورت کو فاضحہ بولا جاتا تھا۔ یعنی فضیحت و رسوا کرنیوالی۔ تفسیر درمنثور مین حالات
مذکورہ صدر اسطرح سے بیان ہوئے ہین۔

اخرج ابو عبید وابن المنذر وابو الشیخ وابن مردویه عن سعید بن
جبیر قال قلت لابن عباس سورة التوبة قال التوبة بل هی الفاضحة
ما زالت تنزل فیهم ومنهم حتی ظنوا انه لا یبقی منا احد الا ذکر
فیها واخرج ابو المنذر وابو الشیخ وابن مردویه عن ابن عباس ان
عمر قیل له سورة التوبة قال هی الی العذاب اقرب ما اقلعت
عن الناس حتی ما کانت تدع منهم احدا واخرج ابو الشیخ عن
عکرمه قال قال عمر ما فرغ من تنزیل براءة حتی ظننا انه لم
یبق منا احد الا سینزل فیه وکانت تسمی الفاضحة ۔

یہی امام فخر رازی نے تفسیر کبیر مین لکہا ہے بس جبکہ تو بہم فضیحت اصحاب جناب
عثمان نے کہ جس مین خود بہی داخل تہے اتنا بڑا حصہ قرآن کا اوڑا دیا تو اہلسنت
کے نزدیک یہہ قرآن بہی مثل توریت و انجیل محرف تسلیم ہو کر لائق وثوق نہ رہا
نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ صحبت نفاق غضب کے اثر ہو گیا۔ مقلدین

قائلین تحریف قرآن سوچ سمجھکر جواب دیوین کہ جن صحابہ کی فہرست نام بنام گنائی تہی
وہ کون تہے - غالبًا وہی لوگ ہونگے جو آنحضرت کو لڑائیون مین چہوڑ کر کے
خود نوک دم بہاگ آتے تہے - نبوت مین شک کرتے تہے - اور جب کہین
مال غنیمت آتا تہا تو مثل کتون کے حضرت کا دامن مبارک پکڑ کر کہینچ کہینچ کر جہگڑتے تہے -
اور تقسیم غنائم مین حضرت کو غیر عادل قرار دیکر اعدل یا محمد یعنی اے
محمد عدالت کر گویا ان صحابہ نا فرجام کے نزدیک آنحضرت تقسیم بالتسویہ نکرتی
تہی - اس قسم کے آدمی ضرور ہین کہ دشمن اہلبیت ہون کیونکہ ہم اشخاص مندرجہ سورۂ
احزاب جنکی نسبت حضرت ابن عباس و عمر یہہ گمان و قیاس کر رہے تہے
کہ فضیحت سے کوئی نہ بچے گا - ممکن نہین کہ تابعین اہلبیت و محبین [illegible]
سے ہون - بے شبہہ یہہ ایسے ہی لوگ ہون گے جنکو اپنی صحت ایمان پر
یقین واثق نہ تہا اور پوچہتے پہرا کرتے تہے کہ ہمکو آنحضرت نے بذیل
منافقین تو شمار نہین کیا - اور تماشا دیکہئے کہ بتقلید خواجہ نصر اللہ کابلی
جناب شاہ صاحب نے بقول الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے نقصان
سورۂ احزاب متفردات شیعہ سے قرار دیکر تحفہ مین بایں عبارت رقم فرمایا ہے

(کہ نزد ایشان) (مراد از شیعہ) ثابت و مقرر است کہ بعضے سور تمام ہا ساقط
شدہ مثل سورۃ الولایت و بعضے سور با کثیر ہا مثل سورۃ الاحزاب
فانہا کانت مثل سورۃ الاحزاب

شاہ صاحب نے سنی صاحبونکو دہوکہ دینے کی غرض سے یہہ فقرہ بڑہا دیا تاکہ
اون کے ہم مشرب سمجہہ جائین کہ روایات نقص قرآن مین اہلسنت بالکل آزاد
ہین - اور شیعہ ہی ہم اعتقاد تحریف خطاوار - پس [illegible] روایات
اہلسنت قرآن کا [illegible] ہین کہ اون سے کیا دیکہہ جواب نہین دینگے

بلکہ اُنہا عیب شیعہ کے ذمہ لگاتے ہین۔ جیساکہ مجھ چھ سطر پہلی شاہصاحب کا قول درباره سورۂ احزاب معرضِ تحریر مین آیا۔

سوائے ازین بی بی عایشہ فرماتی ہین کہ میرے زیر تکیہ کچھ اجزائے قرآن رکھے تہے اونکو بکری کہا گئی اب وہ آیات نہین ملتین۔ دیکھو ناصر الایمان مؤلفہ ڈپٹی امجد علی صاحب امروہوی کا ابتدائی حصہ متعلق بہ بحث قرآن ✤

امر سیوم یہہ کہ بعض آیات سے الفاظ کم کر دیئے گئے

چونکہ شاہصاحب نے تحفہ مین سورۂ ولایت کے بالتمام ساقط ہوجانیکا الزام بذمہ شیعہ قایم کرکے اپنے مریدون کو یہہ بات جتلائی ہے کہ آیات فضایل علی کی نسبت امامیہ کا یہہ مقولہ ہے کہ عثمان نے قرآن سے گرادیا۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی حقیقت واقعی دکہلادون تاکہ شاہصاحب کے سچے ہونیکا گمان کوئی جاہل سُنی بہی نکرے ✤

جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر مین ابن مسعود سے نقل کیا ہے اخرج مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرءُ علی عہد رسول اللہ یا ایّھا الرّسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین (وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من النّاس) اس آیہ شریفہ سے محرفین نے (ان علیاً مولی المومنین) گرادیا۔ اسی مضمون کو میرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی نے کتاب مفتاح النجا مین بیان کیا ہے۔ معتمد خان کا بیٹا ایسا معتمد ہے کہ رشید الدین خان شاگرد رشید شاہصاحب نے کتاب الایضاح مین اوس کی بڑی تعریف کرکے علمائے ثقات مین معدود کیا ہے۔ جامع قرآن نے جناب امیر کے اسم مبارک کو باین دوراندیشی آیت سے نکالڈالا کہ اوسکے باقی رہنے سے خلفا

بر غصب خلافت کا الزام قائم ہوتا تھا۔ جسمین ایک ثلث الزام کا وبال اونکی گردن پر
بھی پڑتا تھا۔ اور دیکھئے صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہین۔ کہ روزے امیر المومنین
ابو بکر صدیق و امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما در مجلس آنحضرت بودند۔ کہ
امیر المومنین علی درآمد ہر دو برخاستند و بفرق مبارک اش پیوستند۔
عبداللہ ابن مسعود برخواند۔ وکفی اللہ المومنین القتال بعلے وکان
اللہ قویاً عزیزاً۔ اسیطرح تفسیر درمنثور مین لکھا ہے۔ اخرج ابن ابی
حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابن مسعود انہ کان یقرء
ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین القتال بعلے ابن ابیطالب (اس
آیہ شریف سے لفظ علی نکالا گیا ہے فقط ایک لفظ علی کے نکالڈالنے پر تین
کتابین گواہی دے رہی ہین۔

مرزا محمد کو شاہصاحب کے شاگرد رشید نے ثقہ و ابرار لکھا۔ صاحب مدارج النبوۃ کو
شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لایق وثوق سمجھکر اونسے اقوال نقل کیے۔
رہا جلال الدین سیوطی صاحب درمنثور اوسکو شاہصاحب نے رسالہ اصول حدیث
مین جامع تفاسیر مشہورہ بیان کرکے تحفہ مین لکھدیا کہ احادیث آن حسان است
چونکہ تمام روایات مندرجہ صدر مین سلسلہ روایت ابن مسعود صحابی جلیل القدر
سے ہے۔ لہذا عجب نہین کہ ابن مسعود بیچارہ بجرم اظہار مناقب مرتضوی
ضرب و شلاق کیا گیا ہو اور یہی وجوہ خلیفہ عثمان صاحب کو اوس کے
قرآن کے جلانے پر باعث ہوئے ہون آیہ مبارکہ۔ ان اللہ اصطفے
آدم وآل ابراھیم وآل عمران علے العالمین مین لفظ آل محمد بھی شامل
تھا۔ اگرچہ اعثمانی اوسکے داخل قرآن رکہنے پر مقتضی نہ ہوئی۔ بجوش اسلام
آل محمد کے لفظ کو قرآن سے علیحدہ کردیا۔ عبارت تفسیر ثعلبی بتائید مضمون بالا

ملاحظہ ہو - اخبرنی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ القاینی
ابوالحسین محمد بن عثمان بن الحسین النصیبی نا ابوبکر محمد بن
الحسین بن صالح السبیعی نا احمد بن محمد بن سعید نا احمد
بن میثم بن ابی نعیم نا ابوجنادۃ السلولی عن الاعمش عن ابی
وائل قال قرأت فی مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفی
آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین

ثعلبی اہلسنت مین ایسے اعلے درجہ کے مفسر گذرے ہین - جوکہ سب مفسرین
سے پہلے اور قدیم شمار کئے گئے ہین -

جلد دوم حدیث غدیر مین چند علماء سنیہ کے بیان سے اونکا معتمد ہونا ثابت کیا
گیا ہے - نہایت شکریہ کا موقع ہے کہ ایسے جلیل القدر مفسر نے بھی چند سلسلہ سے ابن
مسعود کے قرآن مین آل محمد کا درج ہونا ظاہر کیا - تفسیر اتقان مین لکھا ہے کہ
آیہ کریمہ - ان اللہ وملائکتہ یصلون علے النبی یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما - سے وعلے الذین یصلون الصفوف الاول
مصحف عثمان سے نکالدیا - اور اسیطرح مصحف بی بی عائشہ مین بھی لکھا ہوا تھا -
صحیح مسلم مین یحیے بن یحیے تمیمی سے روایت کی گئی ہے کہ آیہ مبارکہ حافظوا
علے الصلوات والصلوٰۃ الوسطے - سے لفظ صلوٰۃ العصر محو کردیا
گیا ✤

امر چہارم - بعض سورتین قرآن سے خارج کردیگئین ✤

تفسیر اتقان مین لکھا ہے کہ قرآن سے دو سورتین سالم نکالدی گئین ایک
سورہ خلع اور دوسری سورہ حفد - عبارت اتقان کا خلاصہ مطلب عرض کیا جاتا

عبد الملک بن مروان بحوالہ عبد اللہ ابن زرین روایت کرتا ہے - کہ عبد اللہ مذکور کو حضرت امیر ؑ نے دو سورتین سکہلائی ہین جو کہ رسولِ صلعم نے اونکو تعلیم فرمائی تہین - اب مصحفِ عثمانی مین اونکا نشان بہی نہین - دوسری روایت اوسی کتاب مین بعبید ابن عمران سے ہے وہ ناقل ہے کہ عمر ابن خطاب بعد رکوع کے قنوت مین ان دونون صورتون کو پڑہا کرتے تھے +

پہلی صورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا نستعینک، ونستغفرک ونثنی علیک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک ط

دوسری صورت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد ولک نصلی ونسجد والیک نسعی ونحفد نرجو رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک بالکفار ملحق ط

تفسیر مذکور مین یہہ بہی لکہا ہے کہ یہہ دو سورتین عبد اللہ ابن عباس کے قرآن مین موجود تہین - صاحب تفسیر در منثور لکہتے ہین - کہ ابی بن کعب کے قرآن مین بہی دونون سورتین لکہی ہوئی تہین اب پتہ نہین کہ کہان چلی گئین -

امیر تسلیم کہ بعض سورتین خارج قران عثمان نے داخل قرآن کر دین

امام فخرالدین رازی لکھتے ہین کہ سورۂ فاتحہ اور معوذتین کی نسبت ابن مسعود کا
یہ عقیدہ تھا کہ دونون خارج از قرآن ہین۔ احمد و ابن حیان کہتے ہین کہ ہم بھی ان
دونون کو اپنے قرآن مین نہ لکھتے تھے۔ عبارت یہہ ہے۔

عن ابن مسعود کان ینکر کون سورۃ الفاتحہ والمعوذتین
من القرآن ط قرآن موجود مین فاتحہ اول ہے اور معوذتین آخر مین صحاح مین
وارد ہوا ہے۔ کہ آنحضرت نے صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ علم قرآن ابن مسعود کو
اوس سے بہتر کوئی جاننے والا نہین ہے۔ چونکہ آنحضرت القرآن مع علی
و علی مع القرآن ؒ فرما گئے تھے لہذا بانیان فقہ سنیہ کو فکر ہوئی اور فضائل
تو علی سے چھین لئے گئے ہین۔ معیت قرآن کو بھی لے لیا جائے۔ لہذا اس
فضیلت کو عبداللہ ابن مسعود کے گلے مڑھ دیا۔ مگر قدرت خدا قابل تماشا کرونی
ہے۔ کہ خاص ابن مسعود ہی نے ایسی گڑبڑی مچائی کہ خلیفہ عثمان کو دو کوڑی کا کر دیا
جس سے مذہب اہلسنت بالکل بے وقار ہو گیا۔

امر ششم۔ بعض الفاظ قرآن مین زائد کر دیے گئے

صاحب صحیح مسلم نے بہ طریق متعدد علقمہ سے روایت کی ہے کہ رسولخدا کے
زمانہ مین اسطرح پڑہا کرتے تھے۔ واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر
والانثیٰ اور قرآن موجود مین (وما خلق) کا لفظ زیادہ ہے۔ اس لئے اب
اسطرح پڑہا جاتا ہے۔ (وما خلق الذکر والانثیٰ) صحیح ترمذی مین جو کہ از جملہ
صحاح ستہ ہے لکہا ہے کہ ابن مسعود کہا کرتے تھے۔ کہ مجکو رسالتمآب صلی اللہ علیہ
والہ نے اسطرح تعلیم فرمایا تھا انی انا الرزاق ذو القوۃ المتین اس وقت
قرآن پاک مین اسطرح دیکھا جاتا ہے۔ ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین

اِنَّ اللّٰہ ھو بمقابلہ سابق زیادہ ہے - یہی مضمون مسند احمد بن حنبل مین لکہا ہے

امرِ ہفتم - ایک لفظ سے دوسرا لفظ تبدیل کیا گیا

کتاب موطا مین مندرج ہے کہ سورۂ جمعہ مین (فامضوا) کی جگہ (فاسعوا) لکھدیا ہے - امام مالک صاحب کتاب موطا مین لکہتے ہین کہ مین نے ابن شہاب سے پوچہا کہ (یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللّٰہ) صحیح ہے تو اوسنے جوابدیا کہ کان عمر ابن الخطاب یقرءھا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فامضوا الی ذکر اللّٰہ یعنے حضرت عمر بجائے (فاسعوا فامضوا) پڑہتے تہے - اسی طرح صاحب تفسیر درمنثور نے بہی لکہا ہے بلکہ یہہ بہی لکہا ہے کہ عبداللہ ابن عمر کہتے تہے کہ اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد تک بہی ہم فامضوا پڑہتے رہے - لیکن بعد مین تغیر واقع ہوا - اور یہہ ہی عقیدہ ابن مسعود کا تہا - ناظرین ابن مسعود ہر جگہہ جناب عثمان کی غلطی ثابت کرنے پر کمربستہ نظر آتے ہین شاید بیچارے کو اپنی مار دہاڑ یاد آجاتی ہوگی +

امرِ ہشتم - سہو کاتبین قرآن سے کچہہ کا کچہہ لکہا گیا

امام راغب اصفہانی نے کتاب محاضرات مین اور صاحب تفسیر اتقان نے اپنی تفسیر مین لکہا ہے - کہ قالت سالت عائشۃ عن لحن القرآن عن قولہ ان ھذان لساحران وعن قولہ والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ وعن قولہ ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا ونصاریٰ والصابئون قالت یا ابن اخی ھذا

عمل الکتاب اخطاء فی الکتب ھذا اسناد صحیح علے شرط الشیخین
اور تفسیر در منثور مین یہ عبارت بمضمون بالا نقل ہوا ہے ۔ قالت سألت عن
لحن القران اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِیْنَ ھادو و نصاریٰ والصابئون
والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکواۃ وَاِنَّ ھذان لسٰحران
فقالت یا ابن اخی ھذا عمل الکتاب اخطو فی الکتاب ۔ حاصل
ہر دو روایات یہہ ہے راوی بیان کرتا ہے کہ مین نے قرآن کی غلطی کا سبب
عائشہ سے پوچھا کہ اِنَّ ھذان لساحِران ۔ اور والمقیمین الصلواۃ
والموتون الزکواۃ اور اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَالَّذِیْنَ ھادو و نصاریٰ
والصابئون مین کیون اختلاف واقع ہوا بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ کاتبونکی
غلطی سے ایسا ہو گیا اونہون نے لکھنے مین غلطی کی وجہہ یہہ ہوئی کہ (ہذان)
کی جگہہ (ہذین) چاہئے تھا ۔ اور مقیمین کا قایمقام مقیمون ۔ اور صابئون کا
صابئین مگر کاتبون نے سہواً جیز سے بہ چیز سے بلکہ کلام اللہ کو غلطی پر شامل
کر دیا ۔ تفسیر اتقان مین جناب ابن عباس سے منقول ہے کہ قولہ تعالیٰ جل شانہ
حتے تستانسوا و تسلموا مین کاتب کی نافہمی سے بجائے تستاذنو
تستانسو لکھا گیا ۔ مستدرک و درمنثور مین ہے کہ یہہ حدیث یعنی تبدیل
تستاذنو بلفظ تستانسو صحیح الاسناد ہے پھر حاکم نے مستدرک اور صاحب
درمنثور نے درمنثور مین لکھا ہے کہ ابن عباس کا یہہ مقولہ تھا افلم تبیئین
الَّذِیْنَ امنوان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعاً صحیح ہے اور اب
جو قرآن مین اَفَلَمْ یَیْاَسِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ۔ لکھا ہوا ہے یہہ کاتب صاحب
کی کرتوت ہے اسی مضمون کو صاحب اتقان نے عکرمہ و حضرت عبد اللہ ابن عباس
سے روایت کیا ہے ۔ کہ اون کے گمان مین کاتب نے سوتے اور اونگھتے ہوئے

یہہ غلطی اوٹھائی ہے - بخاری و فتح الباری شرح بخاری . تفسیر درمنثور مین لکہا ہے کہ
ابن عباس افلم ییئس پڑھا کرتے تھے . و درمنثور و اتقان مین یہہ ہی تحریر ہے
کہ وصی ربک کا لفظ وقضی ربک سے بدلا ہے - یہہ قرآن مین آٹھہ قسم کی غلطیان
بربنا مذہب اہلسنت نہایت اختصار سے دکہائی گئی ہین - اگر پوری حالت دکہائی
جائے تو اسی مطالب کے پورا کرنیکو ایک جداگانہ رسالہ کی ضرورت ہووے
سوائے معاملات مندرجۂ بالا اگر زیادہ حالات قرآن کے دیکہنے منظور ہون تو
جوابات تحفہ و منتہی الکلام وغیرہا جو منجانب شیعہ لکہے گئے ہین - جن کا
ابتک کوئی سنی جواب نہین دے سکا اور نہ تا قیامت دے گا ملاحظہ فرمائین -
نادانون اور جاہلون کا قاعدہ ہے کہ دوسرے کی آنکھہ کا تنکا مثل شہتیر کے دیکہا
کرتے ہین اور اپنی آنکھہ پہلا رائی کے دانہ سے کم سمجہا کرتے ہین دیکہئے
اگر ہماری کوئی روایت اسبات پر دلالت کرنے والی ہو کہ جامع قرآن نے بخوف
بغض و عداوت خاندان رسالت ائمتہ کی جگہہ امتہ بنا دیا ہے یا کہ فضائل
آل محمد مٹا کر اسم مقدس حضرت ائمہ قرآن سے نکالڈالا تو یہہ مضمون دیکہہ کر اہلسنت
ایسے قہقہہ اوڑاتے ہین اور وہ وہ الفاظ مذاقیہ استعمال فرماتے ہین جنکو جہلاء
سنکر یہہ قیاس کر لیتے ہین کہ تمام اہل اسلام مین صحت قرآن کا معتقد سوائے
اہلسنت کے اور کوئی فرقہ نہین ہے -

مولوی مہدی علیصاحب مولف آیات بینات کی ہجو آمیز تقریر معہ اسکے
جواب مسمی بہ رمی الجمرات کے اسبارہ مین قابل ملاحظہ ہے - اگر اہلسنت
اپنی روایتونکو دیکہین تو جوش غیرت سے چلو بہر پانی مین ڈوب مرین کیس
بایں حالت یہہ قرآن اہلسنت کے نزدیک ایسا بے حقیقت ہے کہ یہود و
نصاری کے سامنے توریت و انجیل کی تحریفات کا لفظ موہنہ سے نکالنا تیشہ

بنائے خود مارنا ہے - بھلا اس غضب کی بہی کوئی حد ہے کہ کم از کم اٹہہ قسم کی غلطیون پر
قرآن کو شامل تبلاتے ہین - چونکہ ایک طول و طویل مضمون متعلق بہ قرآن دیکھتے دیکھتے ناظرین
یا تمکین کی طبیعت گہبرا جائے گی لہذا مناسب نظر آتا ہے کہ ایک دو نقل سنا کر اون کا دلخوش
کردون -

نقل اوّل

تفسیر درمنثور مین لکہا ہے کہ ایک لڑکا قرآن شریف پڑہ رہا تہا اوس نے آیہ
کریمہ کو بایں الفاظ پڑہا - النبی اولی بالمومنین من انفسہم وانا ؤا
امہاتہم وھو اب لھم اتفاقات سے حضرت عمر آن پہونچے لڑکے سے کہا
کہ کیون غلط پڑہتے ہو وھو اب لھم کو قرآن سے محو کر دے اوسنے عرض کیا
کہ یہہ قرآن ابی بن کعب کا ہے پس یہہ سنکر بعد طیش و غصہ حضرت دوم
ابی بن کعب کے پاس جا کر معترض ہونے لگے اوسنے کہا کہ میان جاؤ
اپنا کام کرو تم کیا جانو قرآن کیا ہوتا ہے ہماری عمر اوس کے پڑہنے اور تصحیح
کرنے مین صرف ہو گئی - ہم آنحضرت سے کلام ربانی کے غوامضات و دقایق
حل کیا کرتے تھے اور آپ بازار مین بیٹھ کر اپنی اوقات لہو و لعب مین رایگان کیا کرتے
تھے باین نادانی و بیہودانی آج آپکو یہہ رتبہ ہو گیا کہ درباب قرآن ہمکو غلط خوان بتلانے ہو-
لنگوٹیا یار سے یہہ سچے کی بات سنکر عمر صاحب دم دبائے گہر کو چلے
گئے - +

ناظرین تعجب نفرمائین کہ بقول ابی بن کعب عمر صاحب بازار مین بیٹھکر اپنی
اوقات عبث رایگان کیا کرتے تھے - یہہ لوگ ایسے دنیا طلب تھے کہ آنحضرتکو
نماز مین کہڑا ہوا چہوڑ کر جوتیان بغل مین دبا کے چلدیتے تھے - سورہ جمعہ مین وترکوک

قاسمئما قابل ملاحظہ ہے جس کے یہہ معنی ہین کہ چھوڑ دیتے ہین تجھکو کہا ہوا - ترجمہ صحیح مسلم مطبوعہ صدیقی و احمدی لاہور کے چند موقعہ پر حضرت ابو ہریرہ سے نقل ہوا ہے کہ یہہ احادیث یاد کیا کرتا تھا اور ابو بکر و عمر بازار مین مصروف تجارت رہتے تھے اسلیئے ان بزرگوارون کی احادیث معدودے چند ہین - - + -

نقل دوم

یہہ بات مانی ہوئی ہے کہ اہلسنت فقراء بنگ نوش و دیوانہ منش کی کرامات ثابت کرنے مین زمین و آسمان کے قلابہ ملاتے ہین اور ایسا بے تال و بے راگ سناتے ہین کہ اوچھلتے اوچھلتے بے ہوش ہو جاتے ہین - درویشون کی کرامات کے سامنے جبرئیل و خدا کی بہی کوئی حقیقت نہین سمجھتے - چنانچہ بیان کرتے ہین کہ قرآن کے چند مقامات ایسے نازل ہوئے کہ نہ حضرت رسول مقبول کو انکا علم ہوا اور نہ جبرئیل اور نہ صحابہ جن کی رائے پر عثمان نے اکثر غلطیون کی اصلاح چھوڑ دی تہی - بلکہ متاخرین مین اولیاء کو جب دیدار خدا کا موقع ملا اور عرش اعظم پر پہونچے تو بغل سے حمائل نکال کر خدا کو سنایا - معلوم ہوا کہ نقل مطابق اصل نہین جبکہ معراج سماوی سے مراجعت فرمائی - خاکدان عالم ہوئے تو اہل دنیا سے کہا کہ کیا غضب کر رہے ہو یہہ قرآن تو غلط ہے مین نے خدا کو سنایا تھا وہ ایک جگہ صاف انکار کر دیا کہ مین نے اسطرح نازل نہین کیا - شیخ عبد الوہاب بن احمد بن علی شعرانی کہ بزرگان اہلسنت سے گذرے ہین کتاب یواقیت و جواہر مین اسطرح لکھتے ہین - کان حمزة الزیاب رائیتہ فلما قرات تنزیل العزیز الرحیم فرد علے الحق تنزیل بفتح لام وقال انی نزلتہ تنزیلا وقال انی قرات علیہ جل و علے ایضا سورۃ طہ فلما بلغت الی قولہ تعالیٰ

واما اخترتک فقال تعالے انا اخترناک حمزۃ الرباب کہتا ہے کہ جسوقت

مینے خدا تعالی کو دیکہا تو سورہ یٰسین پڑہی جبکہ اسمقام پر پہونچا کہ تنزیل العزیز الرحیم تو

رد کیا مجہہ پر حق تعالے نے تنزیل فتح لام کو فرمایا کہ ہمنے تنزیلاً نازل کیا ہے۔

نان بعد سورہ طہ سنائی جبکہ انا اخترتک پر پہونچا خدانے فرمایا کہ ہمنے اسطرح

نازل نہین کیا بلکہ اخترناک محمد کے پاس بہیجا تہا۔ یہ لیجئے اب تو قرآن کے غلط

ہونے کی خبرین آسمان سے آنے لگین۔

افسوس ہے کہ پیر صاحب دوہی سورتین سنانے پائے کاش سارا قرآن

سنا دیتے تو اون اغلاط کی بہی تصدیق ہوجاتی جنکو علمائے سنتیہ کے بیان سے ہمنے

اوپر نقل کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب کو مراجعت مین عجلت ہوگی۔

دوہی سورتون کی صحت پر اکتفا کیا شاید مراقبہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ کوئی مرید بالین

لئے ہوئے کہڑا ہے یہہ حال حضرات سنیہ کے اعتقاد کا ہے کہ ایک نشہ باز

پریشان گو وخبط مزاج فقیر کے ہذیانات کو کس جم وخم سے بیان کرتے ہین۔

موسے علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ لن ترانی یعنی تو مجکو ہرگز نہ دیکہہ سکیگا۔ مگر

حمزۃ الرباب خوب مل ملاکر قرآن بہی سنا آئے۔ قرآن کی اہلسنت نے اسقدر

بے وقاری کی ہے کہ پناہ بخدا۔

شیخین نے نہ خود جمع کیا اور نہ قرآن ناطق حضرت ائمہ کا جمع کیا ہوا منظور کیا

جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا۔ عثمان صاحب نے جو جمع کرنے پر ہمت مصروف

کی بلاغت سے درجہ سے گرا کر کہین کا سر کہین کا پیر غلط ملط کرکے بیربط کردیا

اوسپر یہہ ستم کی کہ جنیہ پہاڑ کر جلادیا۔

متاخرین نے اوس کی آیات کا خون نکسیر وپیشاب سے لکہنا تجویز فرمایا

الحاصل اہلسنت کا قرآن کی صحت پر آج تک اجماع نہین ہوا بلکہ آٹہہ قسم کی غلطیون

اتفاق پایا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ خلافت ابوبکر جو کہ بقول عمر سند جہ صحاح بلا مشورہ اہل حل وعقد وقوع پذیر ہوئی تھی اجماعی لکھی جائے اور قرآن کی صحیح ہونے پر برد روایات نقصان وغیرہا کوئی روایت نہ پائی جائے بجز اسکے کہ یہہ تنقیح بحق شیعہ فیصل ہوئی۔ +

تنقیح دوم

(اجماع شیعہ نقص قرآن پر ہے یا کہ اوسکے کامل ہونے پر)

جاننا اور سمجھنا چاہیئے کہ درباب قرآن بتعلیم ایمہ علیہ السلام ہمارا یہہ مذہب ہے کہ جسقدر آیات قرآن مین بالفعل موجود ہین سب آسمانی کلام ربانی ہین عثمانی رائے کو بوجہہ اون کی نالیاقتی کے فقط اتنا ہی داخل ہوا ہے کہ کلام پاک کو خلاف تنزیل جمع کرکے سلسلہ کلام وحسن بیان کو توڑ ڈالا۔ جس سے بادی النظر مین ہر اہل تمیز اوسکو پریشان کہنے پر قدرت حاصل کرسکتا ہے۔

چنانچہ شیخ صدوق وابو جعفر محمد بن علی بابویہ قمی جو کہ اعاظم علماء وکبراے فضلاء مین داخل ہین۔ رسالہ اعتقادات مین فرماتے ہین۔

اعتقادنا فی القرآن ان القرآن الذی انزل اللہ تعالے علے نبیہ۔ ہو ما بین الدفتین وہو فی ایدی الناس لیس باکثر ذالک ومبلغ سورۃ عند الناس مائۃ واربعۃ عشر سورۃ وعندنا والضحے والم نشرح سورۃ واحد ولایلاف والم ترکیف سورۃ واحد ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فہو کاذب۔

یعنے اعتقاد ہمارا درباب قرآن یہہ ہے کہ جو قرآن اللہ تعالے نے جیسے

پیغمبر پر نازل کیا تھا وہ یہہ ہی ہے جو دونون پٹھون مین لوگون کے ہاتھون
مین پایا جاتا ہے - اِس سے زیادہ نہین ہے اور اوس کی سورتین لوگون
کے نزدیک ایک سو چودہ ہین اور ہم والضحےٰ اور الم نشرح کو ایک سورت
جانتے ہین اور لایلاف والم ترکیف کو ایک سورت سمجھتے ہین جو شخص
ہماری طرف گمان کرتا ہے کہ ہم قرآن موجودہ کو ناقص سمجھکر زیادہ ہونیکے
قایل ہین وہ جھوٹا ہے - ایسے ہی جناب سید مرتضےٰ علم الہدےٰ مجمع البیان
مین ارشاد فرماتے ہین -

اِنّ العلم صحت القرآن کالعلم بالبلدان والحوادثِ
الکبار ووقایع العظام المشہورو واشعار العرب المسطورۃ -

یعنی ہمکو قرآن کی صحت کا علم ایسا ہے جیسا شہرون اور بڑی بڑے
مشہور حادثون و واقعون اور عرب کے لکھے ہوئے اشعار کا ہے

اور حدیقہ سلطانیہ مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے -

ان ھذا القرآن فیہ منار الھدےٰ ومصابیح الدجےٰ

یعنی در قرآن انوار ہدایت و چراغ ہائے دور کنندۂ تاریکی ضلالت و غوایت
است - بعض روایات نقصانِ قرآن کی بھی وارد ہوئی ہین - مگر وہ از قسم احاد
مین جنکا تعلق اعتقادات سے نہین ہے - لیکن عدم صحت قرآن پر کوئی
روایت بفضلہ درج کتب نہین ہوئی اور نہ قرآن مین کوئی زیادتی کا قایل
ہوا ہے کہ جس سے کلام بشر کے الحاق کا احتمال ہو روایات نقصان قرآن
بھی اس مطلب کی وارد نہین ہوئین کہ الکلام گرائے گئے ہین جس سے اجزائے
حدود الٰہی یا مسایل دینی و مواریث مین ہرج واقع ہووے بلکہ فضایل
اہلبیت و مثالب صحابہ منافقین نکال ڈالے ہین جسکا سنیون کو بھی اقرار

ہان بے ترتیبی پر سب کو اتفاق ہے - اندرین حالت گروہ شیعہ پر اہلسنت کا یہہ اعتراض ہرگز
قابلِ التفات نہین ہو سکتا کہ فرقہ امامیہ نقصانِ قرآن کا اعتقاد رکھنے والا ہے -
ہر گروہ اپنے عقائد و مسلمات کے ساتھہ مجبور کیا جاتا ہے - بہتان و افترا سے خواہ مخواہ
کسیکا گلا نہین گھونٹا جا سکتا درحالیکہ متقدمین و متاخرین شیعہ قایل بعدم نقصان
ہو کر معتقد و مثبت بہ صحتِ کلامِ حضرت احدیت ہو چکے تو اہلسنت کو انصافاً باور
کرنا چاہیئے کہ باتباع علمائے خود شیعہ معتقد بہ صحتِ قرآن ہو کر ہرگز ہرگز مورد طعن
نہین ہو سکتے - ہان اگر ہمارے وہ عالم جن پر تحقیق و تنقید کا دار و مدار انحصا
درباب قرآن ایسا کوئی اعتقاد اجماعی طور پر بیان نہ فرماتے تو بوجہ ورود روایات
نقصانِ قرآن - اہلسنت شیعہ پر الزام لگا سکتے تھے بشرطیکہ اوسی الزام سے خود بھی
بری ہوتے اور جبکہ وہ آٹھہ قسم کی غلطیان قرآن مین ثابت کرتے ہین اور صحتِ کلام
پاک پر تا حال کوئی اجماع منعقد نہین ہوا تو کب مجازِ اعتراض ہو سکتے ہین - ترتیب
کلام کے بارہ مین البتہ شیعہ کا میدانِ کلام بڑا وسیع ہے -

افسوس ہے کہ حضرت عثمان نے خدا کی زبان کو جسکی فصاحت پر مسلمانونکو
بڑا ناز تھا کسیقدر بے مزا کر دیا - جملہ اور فقرہ اور آیات کے اعتبار سے تو قرآن
پاک کی فصاحت و بلاغت کا ممکن نہین کہ کوئی انسان بیان کر سکے - مگر ہان
اکثر جگہہ ایسا بے ربط مضمون دکھایا گیا ہے کہ جسکا نامربوط ہونا فوراً ذہن نشین
ہو جاتا ہے - مخالفین اسلام کو بے ترتیبی سے قرآن پر حملہ کرنے کا موقعہ دیدیا
چنانچہ زمانہ حال مین فرانس کے ایک ذی لیاقت عالم نے درباب حالات
عرب ایک کتاب مسمی بہ تمدن عرب لکھی ہے جسمین ملک عرب کے تمام و کمال
اگلے پچھلے حالات بیان کئے ہین اوسکا ترجمہ اردو مین جناب مستطاب شمس العلما
سید علی صاحب بلگرامی نے جو کہ ریاست حیدرآباد مین معززین مین سے ہین

کیا ہے۔ کتاب مذکور مین اوسکے مصنف نے ظاہر کیا ہے کہ محمد صلعم بے شبہہ امّی محض یعنے ناخواندہ تھے کاش وہ پڑہے لکھے ہوئے ہوتے تو قرآن کا انتظام کلام درست ہوتا مصنف مذکور نے بدالنست خود قرآن کو آنحضرت کا تصنیف کیا ہوا ظاہر کیا ہے۔ اِس لئے اوسمین نقص بے ربطی دکھایا ہے۔

افسوس ہے کہ حضرت عثمان کی بے موقع دست اندازی نے مخالفِ اسلام کی نظر مین قرآن کو اِس سے زیادہ کوئی وقعت نہ دلائی کہ وہ ایک بے پڑہے لکھے شخص کا کلام پریشان وناموزون سمجھا گیا۔

الحاصل شیعہ کا اجماع اسی بات پر ہے کہ کلام خدا مین کوئی نقص نہین ہے۔ بحمداللہ کہ یہہ تنقیح بہی بحق شیعہ فیصل ہوئی اور حسب تصریح تنقیح اول معترضین اُٹھہ گز گہری دلدل مین پہنسے ہوئے نظر آئے جسقدر نکلنے کے لئے زور کرینگے کسمسائینگے انشاء اللہ اوتنا ہی نیچے اوترتے چلے جائینگے۔

تنقیح سیوم

(شیعہ قرآن پاک کو فی الواقع بیاض عثمانی کہتے ہین یا کہ اہل سنت شیعہ پر الزام وارد کرتے ہین کاذب ومفتری ہین)

حقیقت حال یہہ ہے کہ اہلسنت کے مذہب مین چونکہ اراذل اسلام یعنے چہوٹی قومین مثل۔ دہنے۔ جولاہے۔ نائی۔ دہوبی۔ تیلی۔ تنبولی۔ کنجرے قصائی۔ نیچہ بند۔ اور نان بائی۔ رنڈی۔ بہڑوے۔ ہیجڑے۔ مخنث جہوجے۔ نجارے۔ بہٹیارے۔ کان میلئے۔ سپیرے۔ اور تمام خانہ بدوش وصحرانشین داخل ہین۔ وہ عموماً جاہل محض ہوتے ہین۔ کیونکہ سلاطین اسلام کے زمانہ مین روٹی کے لالچ یا سلطنت کے دباؤ سے ہندوستان کی ذلیل قومون

چوہڑے - چمار - وغیرہ سے مسلمان ہوئے ہیں اور انہیں لوگوں کے امداد سے اہلسنت اکثر شورشوں اور جھگڑوں اور تنازعات میں کامیابی حاصل کرتے رہتے ہیں - لہذا جناب شاہصاحب نے تحفہ میں اور مولوی حیدر علیصاحب نے منتہی الکلام میں ان جہلاء متذکرہ بالا کو مذہب شیعہ سے نفرت دلانے اور جوش پیدا کرنے کی غرض سے یہہ لکھدیا ہے کہ معاذاللہ شیعہ قرآن پاک کو بیاضِ عثمانی کہتے ہیں -

افسوس کہ اہلسنت اپنے دعوی کا کوئی ثبوت نہیں دکھا سکتے - لطف یہہ ہے کہ جب شیعہ غل ہیں کہ شاہصاحب وغیرہ نے یہہ غلط لکھا اور وہ افترا کیا تب ممکن نہیں ہو سکتا کہ اپنے علماء متبحرین کے سچا کرنے کی غرض سے متاخرین کوئی معقول جواب دیں شیعہ برابر کہتے چلے آتے ہیں کہ میاں سنیو اگر تمہارے شاہجی اور منتہی الکلام والے سچے تھے تو ہمارے کسی کتاب کا پتہ بتاؤ جس میں قرآن کو بیاض عثمانی لکھا ہو - زمانہ حال میں ایک کتاب مسمّیٰ بہ ہدایات الرشید مولوی خلیل احمد صاحب مدرس مدرسہ دیوبند نے بمقابلہ شیعہ لکھی ہے - اور وہ ایسی ہے کہ گویا لوح محفوظ سے نقل کرگئی ہے کیونکہ حضرات سنیہ لکھتے ہیں کہ آجتک ایسی تحریر منجانب اہلسنت نوک خامہ نہیں ہوئی کتاب کیا ہے نمونہ عجائب قدرت خداوندی ہے اہل انصاف عجابات کو بھی ملاحظہ فرمالیویں - کتاب مذکورہ کے صفحہ (۶۶۹) سطر ۱۳ و ۱۴ - پر جناب مولوی فرزند علیصاحب شیعہ کا ارشاد باین الفاظ نقل ہوا ہے - (معاذاللہ کہ کسی اہل حق نے قرآن شریف کو اس لقب نا ملائم (یعنے بیاض عثمانی) سے ملقب کیا ہے یہہ محض کذب وافترا ہے - اگر آپ اصحاب میں کوئی سند لاسکتے ہیں تو لائیے -

ناظرین غور فرمائیں کہ جب عالم شیعہ صاف لکھہ چکا کہ ہمپر یہہ افترا و بہتان ہے اور اگر سنی صاحبان کچھہ ثبوت رکھتے ہیں تو پیش فرمائیں - بھلا اس سے بہتر کون

کتاب نہین - بلکہ تالیف کردہ عثمان ہے - جسکو بیاض عثمانی کہنا چاہئے - نظم عثمانی سے یہہ مراد ہے کہ کلام خدا جو تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا اوسکو عثمان نے اپنی رائے سے انتظام یعنی ترتیب دیکر خلاف تنزیل کردیا - چنانچہ صاحب ہدایا الرشید اپنی کتاب منوہ عجایب خداوندی کے صفحہ (۴۴۸) سطر ۲۱ - پر بارقہ ضیغمیہ سے یہہ عبارت نقل فرماتے ہین

چون این نظم قرآنی نظم عثمانی است - بر شیعان احتجاج بآن نشاید - یہہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ انتظام آیات قرآن اوس طریقہ سے نہین ہے جسطور پر کہ اوس کا نزول ہوا ہے - بلکہ اوسکا نظم و سیاق جناب عثمان کی رائے سے ہوا ہے جو کہ شیعہ پر حجت نہین ہوسکتا - کجا بیاض عثمانی اور کہان نظم عثمانی - ببین تفاوت رہ از کجا تا بکجا - عبارت قرآن کا خلاف نزول ترتیب پاکر غیر منتظم ہونا مقبول شیعہ و سنی ہے - جسکو دیگر تنقیحات بالا کی تفصیل مین باقرار اکابر شیعہ ثابت کیا گیا - اسموقع پر ہمکو ایک ایسی آیت سے ترتیب کا خلاف تنزیل ثابت کردینا منظور ہے جسکو اکثر قرآن خوان و تاریخ دان مان جاوینگے - سب مسلمان کیا سنی و شیعہ معترف و مقر ہو رہے ہین کہ حج آخیر سے لوٹتے ہوئے بمقام غدیر خم آیہ اکملت لکم دینکم نازل ہوکر نزول قرآن ختم ہوگیا - اور اوسکے بعد کوئی آیت متعلق باحکام نہین اوتری - اگر قرآن موجودہ حسب نزول آیات ہوا ہے اور جناب عثمان جامع القرآن نے اپنی رائے کو اوسمین داخل کرکے دخل در معقولات نہین کیا ہے تو لازم تھا کہ یہہ آیت سب سے پیچھے چسپان ہوتی مگر اب قرآن مین چھٹے سیپارہ کے اندر درج ہے - ایسے ہی باتفاق مفسرین سب سے پہلے سورۂ اقراء نازل ہوئی ہے - اب دیکھہ تو سب سے پچھلے سیپارہ مین مندرج ہے - اندرینصورت کوئی عاقل اسکو نظم قرآنی کہہ سکتا ہے نہین ہرگز نہین - بلکہ نظم عثمانی کہانی کہا جائیگا - جسکو بیاض عثمانی سے کوئی تناسب و تعلق نہین ہے پس بوجوہات بالا ثابت ہوگیا کہ کسی شیعہ نے قرآن کے

ساتھہ ایسی گستاخی نہین کراوسکو بیاض عثمانی کہا ہو - بلکہ اہلسنت نے شیعہ پر بہتان و افترا کیا ہے - او جو کچھہ توجیہات دربارہ نظم عثمانی و بیاض عثمانی لکھی گئی ہین - وہ سب باطل ہین - الحمد اللہ کہ بلا دخلِ تاویل نہایت صاف و صریح قرینہ سے یہہ تنقیح بحق شیعہ فیصل ہوئی - اور اہلسنت کاذب و مفتری قرار پائے -

تنقیح چہارم

حضرت امیر نے قرآن جمع کیا تھا یا نہین

عموماً حضرات اہلسنت کو اونکے علمائے اس دہوکہ مین ڈال رکھا ہے - کہ حضرت علی نے قرآن کو ہاتھہ بہی نہین لگایا - جمع کرنا درکنار - اور اگر وہ حضرت قرآنکو جمع کرکے خلفاء کے سامنے لائے تہے اور اونہون نے اوسکو نامنظور فرمایا تھا تو حضرت امیر پر واجب و لازم تھا کہ اپنے عہد خلافت مین جاری فرما دیتے - اوسوقت روکنے والا کون تھا - واقع یہہ ایسی بات ہے کہ اچہا عقلمند غوطہ کہا جائے اور تہہ دلسے اسبات کا یقین کر لیوے کہ بے شبہہ حضرت علی نے قرآن کو جمع نفرمایا ہوگا - ورنہ ممکن نہ تھا کہ خلفاء اوسکے منظور کرنے مین چون و چرا کرتے - یا آنکہ حضرت امیر اپنے عہد دولت مین اوسکو رائج و شائع نفرماتے - لہذا مین اوسکو اقوال معتبر سنیہ سے ثابت کرتا ہون -

جاننا چاہیے کہ بعد انتقال ختمی مرتبت سب سے پہلا کام جناب امیر علیہ السّلام کا تنزیل قرآنی کو جمع فرمانا تھا - چنانچہ آپنے تمام آیاتِ فرقانیہ کو جنکا نزول وقتاً فوقتاً ہوتا رہا تھا - علی الترتیب جمع فرماکر روبروئے جناب ابوبکر و عمر دارالخلافہ مین جبکہ بیعت کیلئے بولائے گئے تہے - پیش فرمایا - حضرت عمر نے نمانا - آپنے فرمایا کہ اگر تم اس قرآن کو منظور نہین کرتے تو سوائے قائم آل محمد کے اور کوئی اسے نہ دیکھیگا -

ابن عبد البر مالکی سنی المذہب نے کتاب استیعاب میں محمد بن سیرین سے روایت
کی ہے - کہ جب حضرت امیر کو خلیفہ اوّل نے بیعت کرنے کے واسطے طلب کیا تو
اپنے عذر فرمایا کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ تا اجماع قرآن سوائے ضرورت نماز
اپنے کاندہے پر گوشۂ ردا نڈالونگا - مراد یہہ کہ گہر سے باہر نہ جاؤنگا - پس حضرت
علی نے اوسی ترتیب سے جمع فرمایا جیسا کہ نازل ہوا تھا - کاش وہ قرآن رہتا تو اوسکی
موجودگی سے لوگ علم کثیر حاصل کرتے اسیطرح صاحب صواعق محرقہ اور صاحب
تاریخ الخلفاء نے بہی روایت مذکورہ بالا کو بیان کر کے اوس قرآن کی نہ رائج ہونے پر
افسوس ظاہر فرمایا ہے - شاہ عبد الحق محدث دہلوی جنکے فضائل و محامد خارج
از بیان ہین - شرح مشکواۃ مین رقمطراز ہین کہ (امیر المومنین علی نیز جمع کرد قرآن
را بہ ترتیب نزول و گفتہ اند اگر آن مصحف معمول شدی و مشہور گشتے علم کثیر ازان
حاصل شدی کہ معرفت ناسخ و منسوخ است) یہہ بات طے ہوگئی کہ سب سے اول بلکہ
جمیع مہمات دینیہ سے مقدم حضرت امیر نے قرآن کو موافق نزول جمع فرمایا تھا
اگر خلفاء بہ نیک نیتی اوسکو لیکر رائج فرماتے - تو آج اس قرآن پاک پر اہل اسلام
یہہ کہنے کی گنجایش نملتی کہ کلام اللہ بے ترتیب و خلاف نزول ہے - ہر گاہ علمائے
اہلسنت مانے ہوتے ہین کہ جناب امیر نے جو قرآن جمع کیا تھا اگر وہ مشہور و
ہوتا تو خلایق کو فوائد عظیم حاصل ہوتے - پس سخت متعجب ہونیکا موقع ملتا ہے
کہ حضرت ابو بکر یا اونکے سکتر اعظم جناب عمر نے اوسکے شائع ہونے مین کیا نقصان
دین سمجھا تھا جو روکدیا - ضرور کوئی ایسا ہی معاملہ ہوگا جسکے خوف سے خلفاء نے
اوسکا ستہ زیب جزدان رہنا پسند فرمایا - تحقیقات سے مجکو یہہ بات پایۂ
ثبوت کو پہونچی ہے - کہ اوس مصحف مقدس مین آل محمد کی تعریف اور اشقیاء
امت کی مذمت بہ تفصیل و صراحت اسمیت موجود تہی - لہذا خلفاء نے بنظر انجام

مین نے اوسکا معمول ہونا پسند فرمایا - اگر حضرت امیر قرآن کو جمع فرماتے تو آپ پہ
مخالفین اسلام بڑا اعتراض کرتے اور نیز مسلمانون کو بھی شکایت کا موقعہ ملتا - کیونکہ
عمر و بکر بیچارے تو جاہل محض تھے جو اصحاب کہ مجمع العلوم گنے جاتے ہین - جیسے
کہ جناب ابن عباس اونکے علم و فضل کی بھی حضرت امیر کے مقابلہ مین کچھہ حقیقت
و وقعت نہ تھی بلکہ ادنی تلامذہ مین معدود ہوکر خود بمقام اعتراف کہا کرتے تھے
کہ میرا علم علی مرتضے کے علوم نامتناہیہ سے بحر زخار و قطرہ شبنم کی مناسبت رکھتا ہے - آخر
مین اہلسنت سے پوچھتا ہون بلا ترک تعصب و اعتساف جوابدین کہ فصاحت
و بلاغت و علم و کمال مین کوئی شخص اصحاب آنحضرت سے ایسا تھا جسکو حضرت امیر
سے دعوائے ہمسری ہو - چونکہ آپ کے مذہب مین حدیث اَنَا مَدِینَةُ
العِلمِ وَ عَلِیٌّ بَابُہَا صحیح تسلیم ہوچکی ہے - بنابران آپکو چار و ناچار کہنا
پڑیگا کہ کوئی نہ تھا -

بس اب قیاس کرنیکا موقعہ ہے کہ ایسا شخص (جسنے آغوش آنحضرت مین
پرورش پاکر ازاول تا آخر آئین اسلام سیکھے قاضی ترین کا خطاب پایا - باب علم کا
دروازہ بنا شروع رسالت و نزول قرآن سے آپ کے ساتھ رہا) کس پاکیزہ
حیثیت سے قرآن جمع کرسکتا ہے ساتھہ ہی یہہ بھی بجائے خود جانچ فرمالیوین کہ
عثمان جناب مرتضوی سے بہتر قرآن جمع کرسکتے تھے -

بڑے افسوس اور سخت اعتراض کے ساتھہ کہا جاتا ہے کہ خلفاء دنیا طلب نے حضرت
علی کے جمع کئے ہوئی قرآن کو قبول فرمایا اکہ جسکے نہ رایج ہونے سے بعض مصنفین اہلسنت
مثل عبد البر صاحب استیعاب و حجر مکی صاحب صواعق محرقہ و سیوطی صاحب تاریخ الخلفاء
و شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ کف افسوس ملتے رہے اور نہ خود توجہہ کی -
سوا اسکے لوٹ مار اور ترقی ملک کے اور کچھہ نہ سوجھا عرب و عجم و خزاین و زنگستان

اسلام جہنڈا گاڑتا۔ اگرچہ چودہ پندرہ برس تک دونون صاحبون کو کبھی
بہولے سے بھی یہ خیال نہ آیا کہ کسی لکھے پڑھے آدمی سے اصولِ
ایمان یعنی قرآن کو درست کرالیوین نہ معلوم حضرتِ دوم نے بوقت طلب دوات
خامہ و دوات لفظ حسبنا کتاب اللہ سے کس قرآن پر عامل ہونا مرکوز
خاطر فرمایا ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ غریب کیا کرتے خود اتنا مادہ نہ تھا کہ کلام
خدا کو انتظام دیتے۔ حضرت علی سے رجوع کرتے ہوئے تفضیح کا کھٹکا
لگا ہوا تھا۔ کیونکہ صحابۂ اثام و اشخاص نافرجام اصلی قرآن مین دہرے ہوئے
تھے۔ حضرت ابوبکر نے جن کو صدیق کہا جاتا ہے۔ اور افضل البشر
بعد آنحضرت گنے جاتے ہین قرآن کے جمع کرانے کے مطلق فکر نہ کی
البتہ جناب عمر کو کچھہ خیال آیا تھا۔ اُنھون نے بہ شرکت عبداللہ
ابن مسعود وغیرہ ایک کمیٹی بنابر جمع قرآن مقرر فرمائی تھی۔ مگر مہمات
ملکی سے فرصت نہ ملی ویسے ہی خلط ملط کرکے چلے گئے۔ آخر کار عثمان کا دور آیا
اُنھون نے اپنی تنہا رائے سے جسطرح چاہا قرآن موجودہ کو ترتیب دیکر باقی مصاحف
کو پہونکدیا۔ جس کا مفصل ذکر کیا گیا پہر بوجوہات بالا ظاہر و ثابت ہو گیا کہ حضرت
امیر نے بعد وفات سرور کائنات سب سے پہلے جو کام کیا وہ قرآن شریف کا جمع
کرنا تھا اور وہ اِس قاعدہ سے بہ ترتیبِ نزول جمع ہوا تھا کہ اُس سے بقول علمائے
سُنیہ علیم کثیر حاصل ہوتے مگر خلفائے نمانا اور اپنے عہد حکومت مین اُسکو رائج نہ ہونے دیا۔
بحمد اللہ کہ یہ تنقیح بھی بحق شیعہ فیصل ہوئی اور اہل سُنت و خصوص مخاطب کو سوائے
ندامت و خجالت کچھ حاصل نہ ہوا۔

تنقیح نہم حضرت امیر نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن اپنے زمانہ خلافت مین کیون جاری نفرمایا!

اہلسنت کا یہہ عام قاعدہ بلکہ خاصہ مذہب ہے کہ اپنے خلفاء کی بیجا کارروائیون کے
جایز ثابت کرانے مین حضرت امیرؑ کے افعال سے استدلال کیا کرتے ہین تاکہ مجاہیل
و بیخبران کو یہ حقیقت یہہ سمجہکر کہ خلفاء و جناب علی علیہ السلام ایک روش رکہتے تہے
شیخین وغیرہ پر اعتراض کرنے سے رک جائین مثلاً اہلسنت کہا کرتے ہین کہ علی
نے اپنے دوران خلافت مین حسنین کو باغ فدک کیون نہ دیدیا اوسوقت کسکا
ڈر تہا کیا ابوبکر و عمر و عثمان زندہ بیٹھے ہوئے تہے جو ہاتھ پکڑ لیتے۔ مطلب
اونکا اس بیان سے یہہ ہوتا ہے کہ شیخین کا فیصلہ درباب فدک ایسا جایز و صحیح تہا جسکو
علی اپنے وقت مین نہ توڑ سکے اگر چاہتے تو منسوخ کر سکتے تہے۔ علی مرتضیٰؑ کا خلاف
شیخین کوئی عمل متعلق بہ فدک نہ کرنا اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اونہون نے آزادانہ
طور پر بلا الواث خود غرضی محض باتباع شرع شریف حکم صادر فرمایا تہا۔ علی ہذا یہہ ہی عذر
دوات و قلم کے قصہ مین پیش کیا جاتا ہے کہ اگر عمر نے منع کر دیا تہا تو حضرت علی نے
کیون نہ دیدیا۔ ایسے ہی قرآن پاک کے بارہ مین ارشاد ہوتا ہے کہ اگر حضرت امیرؑ
نے قرآن جمع کیا تہا۔ تو کیون شائع نہ فرمایا۔ مطلب اونکا یہہ ہوتا ہے کہ نہ عمر نے دوات
و قلم دینے سے انکار کیا اور نہ علی نے قرآن جمع کیا اور اگر بالفرض عمر نے آنحضرتؐ کو
کتابت سے روکا تہا اور وہ روکنا داخل جرم ہے تو علی بہی مجرم قرار پا سکتے ہین کہ عمر
کے روکنے سے باوصف طاقت خیبر شکنی رک گئے اور قرطاس و خامہ حاضر نہ کیا۔
کیونکہ جملہ حاضرین حجرہ شریف سے سامان تحریر مانگا گیا تہا نہ کہ خاص عمر سے ہر شخص کو
دوات و قلم آگے رکہدینے کا اختیار حاصل تہا۔

مین بہت ادب کے ساتہہ حضرات اہلسنت کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ
حضرت علی کا معاملات بالا مین خلاف خلفاء کوئی عملدرآمد نہ کرنا خلفاء کی ذات سے
اون الزامات کا اوٹھانے والا نہین ہے جو کہ اون پر وارد کئے گئے ہین کیونکہ اگر

تنازعہ مین یہہ بات قابلِ غور ہے کہ آیا خلفاء سے وہ امور مکروہ یعنے غصب فدک
و منع قلم و کاغذ و عدم منظوری مصحف مرتبہ حضرتِ امیر واقع ہوتے تھے یا نہین
دیکھو زید اگر کسیکو قتل کر ڈالے تو یہہ نہ کہا جائیگا کہ عمرو نے جو کہ مقتول کے پاس
کھڑا تھا قاتل کے پنجہ سے کیون نہ چھڑایا۔ بلکہ پہلی تحقیقات یہہ ہی کیجائے گی کہ زید
نے خلاف قانون کیون قتل کر ڈالا۔ یہہ کبھی نہین ہو سکتا کہ تھانہ دار زید اصلی
قاتل کو چھوڑ کر عمرو کی گردن پکڑ لیوے کہ تو نے قتل ہوتے ہوئے دیکھا اور چون
نہ کر سکا۔ ممکن ہے کہ عمرو کو کوئی ایسا امر پیش آیا ہو جس سے وہ اوسکے بچانیکی
تدابیر عمل مین نہ لا سکا۔

الحاصل اگر تحقیقات سے یہہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ جائیگی کہ ثلاثہ سے ضرور وہ
جملہ امور منکرہ حسب تسلیم علمائے سنیہ واقع ہوئے ہین۔ تو پھر زمانہ حال کے
باانصاف سنیون کو شیعہ کے سامنے مجال دم زدن نہ ہوگی اور چار و ناچار بدل خواستہ
و ناخواستہ اونکو ماننا پڑیگا کہ ثلاثہ سے واقع مین ایسی قسم کی حرکاتِ ناشایستہ ظہور
پذیر ہوئی ہین کہ جس سے اون کا خارج الاسلام سمجھنا ضروریاتِ دین مین داخل ہے
اور اگر یہہ بات ثابت ہو گئی کہ اون بزرگواران سنیہ نے کسی ایسے فعل ناجائز کا ارتکاب
نہین کیا کہ جس سے مورد طعن و تشنیع ہو سکین تو پھر شیعہ کے ساتھہ دست و پنجہ
ہونے کا اونکو پورا موقع ملجائے گا۔ اور بہت آزادی کے ساتھہ حضرت علی کی رفتار
و کردار کو شیخین کے طرز عمل سے مطابق کر کے اونکو غل مچانیکا استحقاق حاصل ہو جائیگا
کہ جس کام کے کرنے سے خلفاء مجرم قرار پاتے ہین اوسی کے نہ کرنے سے علی دایرہ
الزام مین آ سکتے ہین۔

بحمد اللہ کہ ہم گروہ شیعہ تمام مطاعن خلفاء کو بہ جواب تحفہ و منتہی الکلام کتاب
تشئید المطاعن و استقصاء الافہام سے مضبوط کر کے ثلاثہ کو زنجیر کلام مین جکڑ چکے

کر چکے تاوقتیکہ اہل سنت مقیدہ اِن سلسلۂ بدنامی کو شیعہ کے شکنجۂ کلام سے نہ چھوڑا دیوین یعنے جواب تشئید المطاعن وغیرہا نہ لکھدیوین اُسوقت تک حضرت علی کے افعالِ حسنہ سے خلفاء کی بیجا کارروائیونکے مطابق کرنے کا حق نہین رکھتے۔ ہوسکتا ہے کہ نظر بہ مصالح وقت فرماکر حضرت امیر نے خلفاء کی بیجا کارروائیون اور ناجایز سیرتون کی دفعیہ مین بانتظارِ موافقتِ زمانہ دست اندازی نہ کی ہو جیساکہ ختمی مرتبت باوجود غلبۂ تام حسب اندراج صحاح سُنیہ بیت اللہ کو بخیال شورش قریش واحتمال مفسدہ عام بُنیادِ ابراہیم علیہ السلام پر قائم نکر سکے اور نیز اپنے مکانات مسکونہ واقع مکہ کو کفار سے واپس نہ لے سکے۔ چونکہ اِسوقت یہ بحث پیش ہے کہ حضرت امیر نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن اپنے عہد دولت مین کیون نہ جاری فرمایا لہذا بعد ختم تمہید انکی وجوہات عرض کرتا ہون اگرچہ ہر کس و ناکس کی طبیعت مان لیوے کہ یہ شبہہ حضرت علی کا اُس قرآن کو شایع نہ فرمانا عین مصلحت بالکہ حفاظت اقتدار اسلام تھا تو جمیع وساوس و توہمات کو جوکہ بر سبیل تحفظ خلفا اہل سُنت پیشتر کیا کرتے ہین اسے ایک بات پر قیاس فرمالیوین دوامنے ظلم و فدک کی بحث کو اسجگہ خلافِ موقعہ سمجھکر ذکر نہین کرتا اسباب مین حقیر نے جدا گانہ رسایل لکھدیے ہین جاننا اور سمجھنا چاہیئے کہ جناب امیر علیہ السلام پر خصلاً قرآن کا جمع کرنا ضروری و لازمی بلکہ فرض تھا۔ اس لئے کہ یہ کام رسولِ مقبول خود انجام دے سکتے تھے۔ یا وہ شخص کہ جس کو انہون نے تمام مطالب قرآن سمجھائے ہون اور ناسخ و منسوخ و محکمات و متشابہات و تاویل وغیرہا دل کو پورے طور پہ ذہن نشین کرا کے اُسکو یاد رکھنے کے لئے دعا سے مدد کی ہو۔ یہان تک کہ اُس کے حق مین اُذنِ واعیہ فرمادیا ہو۔ یعنے یاد رکھنے کان سُننے والے کا۔ سوا اس مین کسی مسلمان کو کلام نہین ہوسکتا کہ بعد آنحضرت جناب امیر اعلم الناس نہ تھے اور اگر کسی متعصب شخص کو حمیت

جہالت اِس بات کے باور کرنے پر مانع ہوئی۔ تو اُس کی گردن توڑنے اور خاک مذلت پر ناک رگڑنے کے لئے حدیثِ ثقلین والقرآن مع علی وعلی مع القرآن موجود ہے۔ قرآن کے ساتھ وہ ہی شخص معیتِ تام رکھہ سکتا ہے جو کہ بطورِ واجب اُسکا باطنی سمجھنے والا ہو۔ اگر حضرت علی باین جلالتِ شان وتعلق قرآن کتابِ خدا کو جمع نکرتے۔ تو اُنپر بڑا سخت الزام وارد ہو سکتا تھا۔ کہ باوصف این ہمہ فضل وکمال قرآن پاک کو جسپر اہلِ اسلام کا تمامتر دار ومدار تھا پریشان وناکمل چھوڑ گئے۔ مگر شکر خدا کہ تنقیح چہارم مین یہ بات دکھادی گئی کہ جناب مرتضوی نے قرآن اِس طرز وعنوان سے جمع کیا تھا۔ کہ اساطینِ دینِ سنیہ کو اُس کے نہ شایع ہونے پر افسوس رہا۔ پس جبکہ سُنی وشیعہ دونون اِس کے معتقد ہین کہ آپنے قرآن جمع فرمایا تھا تو ہم سے اہل سنت کیون اعتراض کرتے ہین کہ اپنے عہد خلافت مین حضرت علی نے کس لئے اُسکو صندوق مین مقید رکہا اور ظاہر نہ کیا۔ ہان حضراتِ سُنیہ کا اعتراض اُس حالت مین وارد ہو سکتا تھا جبکہ شیعہ مدعی ہوتے کہ حضرت امیر نے قرآن جمع کیا تھا اور سُنی قاطبۃً منکر ہوتے کہ اُنہون نے ایک سورت کا بھی املا نہ کیا تھا۔ درحالیکہ ہر دو گروہ اس معاملہ مین متحد القول ہین تو اسکا جواب اگر ضروری ہے تو دونون فرقون کے ذمہ ہے اِس لئے کہ جیسا ظاہر وباطن ہم شیعہ حضرت علی کو مجمع حسنات ومنبع کمالات جانتے ہین۔ ایسا ہی زبانی طور پر بدل ناخواستہ حضراتِ اہل سُنت بھی کہتے ہین۔ ایندرین صورت اعتراض کرنیوالا کوئی تیسرا فرقہ ہونا چاہئے جو کہ شیعہ وسُنی سے علیحدہ ہو اور غالباً وہ خوارج ہین یہ دعوی اگر نیا ہے تو خوارج کو نکہ اہل سُنت والجماعت گو یا کفار معترض ہو سکتے ہین۔ ذمی لیاقت سنیون کو چاہئی کہ اپنی زبانون کو روک کر کفار وخوارج کو مدد نہ دین بلکہ باتباع شیعہ دونون کا مُنہ بند کرنے مین کوشش فرمائین۔ دیکھو پھر یہ لوگ جو کہ منکرِ وجود جناب احدیت ہین

یا وہ صاحب جنکو آنحضرت کی نبوت مین انکار ہے جب اہل اسلام کے بر سر مقابلہ ہونگے اوسوقت
جملہ اہل اسلام معتقدین وحدانیت و نبوت یکزبان ہو کر بہیئت مجموعی آمادہ جواب ہی
ہوجائینگے جیسکہ ہوتے رہے ہین - پادری عماد الدین نے جو کہ شیعون کے
علماء سے لدہیانہ مین عیسائی ہوئے تھے قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر بحث
حملہ کر کے اوسکو کلام بشر قرار دیا تھا - جسکا جواب مسکت خصم جناب مولانا و معتمدنا
سرتاج متکلمین مولوی السیّد محمد صاحب پہرسری علاقہ راج بہرت پور نے بذریعہ
کتاب مستطاب تنزیہ الفرقان دیا - چونکہ مخالف اسلام کا جواب شیعہ و سُنی
دونون کے ذمہ تھا اور تنہا شیعہ کی طرف سے جواب ہوا - لہذا اوسکو بالانصاف
سُنی بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتے ہین - چنانچہ ایک دفعہ ملا مراد صاحب مدرس
عربی مدرسہ مظفرنگر نے جو کہ اعلےٰ درجہ کے علماء سنیہ مین شمار کئے جاتے ہین مجھسے
فرمایا کہ جناب مولوی سید محمد صاحب نے تنزیہ القرآن لکھکر اسلام پر بڑا احسان
کیا ہر مسلمان کو مولویصاحب کا شکریہ تہہ دلسے ادا کرنا چاہیئے - قصہ مختصر چونکہ
اہلسنت کو بوجہ اتحادِ عقیدت حضرت امیر پر اعتراض کرنے اور شیعہ سے اوس کا
جواب لینے کا کوئی استحقاق نہ تھا - اور خواہ مخواہ ناجائز طور پر جوشِ محبت خوارج
و کفار و عداوت مرتضوی ایراد قایم فرما چکے - لہذا سمجھا گیا کہ کافرون اور خارجیونکو
قرآن پر حملہ کرنے کا راستہ بتلایا ہے اور اپنے غیظ کو بلباسِ مسلمانی بنظر امداد
دہی کفار قرآن پر نکالنا چاہا ہے - کافر کہہ سکتے ہین - کہ اگر یہہ کلام ربانی
ہوتا تو انتظام عبارت مین پریشانی نہ ہوتی علی جیسے اعلم الناس کا اپنی وقتیز
اوسکو باوجود جمع کرنے کے شائع نہ کرنا اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اونہون نے
غیر منتظم سمجھکر فرط حیا سے اوس کے اجراء مین کوشش نہ کی - تمدن عرب کے مصنف کا
کنایہ رمز آمیز بتنقیح (دوم مین) دکہا چکا ہون -

افسوس ہے کہ حضرت عثمان کی خلاف منصب دست اندازی نے ہمیشہ کے لئے
قرآن پر راہ ایراد کہولدی - اگر وہ دخل در معقولات نکرتے تو کفار کلام بشر قیاس کرنے
سے رک جاتے اور حضرت امیرؑ کے جمع کئے ہوئے مصحف کے جلنے ہونے
اہلسنت بہی منہ بند کر لیتے لیکن مین انشاء اللہ ان معاوندین کفار یعنے سفینہ پوش
کردار کو از نصفیہ طلب کا ایسا تسکین بخش جواب دون گا کہ اگر کچہہ بہی حیا رکہتے ہونگے
تو شل عما و الدین دائرہ نشین کنج خاموشی ہوکر کبہی لب نہ ہلائین گے -

واضح رائے ارباب بصیرت ہو وے کہ حضرت امیرؑ کا بچندین وجوہ فرض منصبی تہا
کہ منزل سماوی کو جمع کرکے مسلمانون کو اوسپر عمل کرنے کی ہدایت فرمائین - چنانچہ
باتفاق شیعہ وسنی آپ نے بعد فراغ دفن نبی - پہلے اوسی کام کو انجام دیا کتب
اہلسنت مین وارد ہوا ہے کہ جب خلیفہ ابوبکر نے حضرت امیرؑ کو بیعت کرنے کیلئے
طلب فرمایا تو آپ نے یہہ ہی عذر پیش کیا کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ جب تک
قرآن جمع نکر لون گا ردا کاندہے پر نہ ڈالون گا - بعد فراغت آپ نے اوسکو
مسجد مین بحضور مہاجر و انصار پیش کیا - حضرت عمر کہ اوسوقت ریاست اسلام کے مختار
عام تہے - نہایت ترشروئی سے جواب دہ ہوئے کہ ہمکو اس قرآن کی حاجت
نہین - آپ نے فرمایا کہ بہت اچہا تم لوگ اسکو پہر نہ دیکہو گے - یہہ قائم
آل محمد کے پاس ہوگا اسبات مین کوئی شک نہین ہوسکتا کہ حضرت امیرؑ نے
قرآن جمع کرکے ابوبکر و عمر کے اجلاس مین پیش کیا تہا - مگر غور طلب یہہ ہے کہ باب
مدینۃ العلوم کا جمع کیا ہوا قرآن - کیون نامنظور کیا - اوس مین ایسے کیا کانٹے
تہے کہ جس سے خلفاء نے دامن اسلام کا دہجے دہجے اور تار تار ہونا قیاس
فرمایا تہا - سچ بات یہہ ہے کہ حسب روایات سنیہ مندرجہ تنقیحات بالا اوس قرآن مین
منافقین صحابہ کے نام درج ہے اور نیز وہ تمام قضائح بیان کئے گئے تہے - جو کہ

جو کہ بعض صحابۂ نافرجام سے معرضِ وقوع مین آئے تھے اور مزید بران مدایح وفضایلِ اہلبیت موجود تھے۔ خلفاء کو کیا کم بختی نے گھیرا تھا جو ایسے قرآن کو لیکر تاقیامِ قیامت اپنی ذات کو موردِ طعن وتشنیع کراتے ہرگاہ ثابت ہوچکا کہ حضرت امیر نے کتابِ خدا کو موافق تنزیل جمع کیا تھا اور خلفاء نے اسکو نمانا تو یہان خود بخود ایک سوال پیدا ہوکر سُنیون کے گلے کا پھندا ہوگیا۔ پھندے کی گرہ کے ڈھیلا کرنے مین جسقدر کہ کوشش کرین گے دمبدم گلا گھٹتا چلا جائیگا تا آنکہ کھلی آنکھون سمیع فنا ہوجائیگی سوال جو اسوقت پیدا ہوا وہ یہ ہی کہ جب خلفا جانتے تھے کہ ارشادِ ختمی مآب باعتبارِ تعلیم ہونے کے بجمیع الوجوہ حضرت علی افضل ہین اور قرآن کے ساتھ بمفادِ حدیثِ ثقلین اُن کو ایسی خصوصیت ہے کہ تا حوضِ کوثر حضرت کے پاس ملے جُلے ہوئے پہونچین گے تو اونکے جمع کئے ہوے قرآن کو کیون رد کردیا۔ کیا اُسوقت کے مسلمانون کی اِس جاہلانہ حرکت نے اسلام کو کوئی نقصان نہین پہونچایا اس سے زیادہ اور کیا ہرج ونقصان پہونچ سکتا ہے کہ پندرہ سولہ برس تک دنیا مین کوئی صحیح وسالم قرآن ہی نہ رہا۔ اگر نفسِ رسول کا ترتیب دیا ہُوا قرآن قابلِ تلاوت نہ تھا تو لازم تھا کہ خود عُمدہ طریقہ سے جمع کرکے مسلمانون کے ہاتھ مین دیدیتے یہ کیا کہ آپ جمع کیا اور نہ قابل شخص کے جمع کئے ہوئے کو چلنے دیا۔ دیدہ باید کہ جان نثارانِ خُلفاء اِس صحیح ولاجواب اعتراض کا کیا جواب دیتے ہین۔ غالباً اہل سُنت یہ ہی فرماوینگے کہ گو علی نے کچھ لکھا پڑھی کی تھی مگر ہمارے بزرگون کی سمجھ مین نہ آئی۔ اگر وہ سیدھا سیدھا لکھکے غیر ضروری قصّہ یا حوالہ قلم نہ کرتے تو کیون نہ منظور کیا جاتا اُسکا برابر زیب جزدان رہنا سراسر اس واقعہ کا ثابت کرنے والا ہے کہ خلفاء راشدین کی نزدیک وہ کسی نوع سے

قابلِ وثوق نہ تھا - خود اس لئے جمع نہ کر سکے کہ لوٹ مار سے فرصت نہ تھی -
خلافت کا نگہ پر رعب وداب ڈالتے یا قرآن جمع کرتے - قرآن ایک قانون
ہے جس کی اتباع کی ضرورت رعایا کو ہوتی ہے وہ بذاتِ خود حاکم تھے -
اُن کو قانون کی کیا حاجت تھی - حاکم کی زبان قانون ہوتی ہے - اُن سے جو
افعال سرزد ہوئے - وہ عین موافق مرضی خدا تھے - اُنکا غیر آئین زمانہ قانون ملنے اوقات
سے اچھا رہا - ہمارے بزرگانِ دین کے نزدیک انتظام خلافت ایسا اہم اور ضروری تھا
کہ نبی کو بغسل وکفن چھوڑ کر اُس کے استحکام کی کوشش مین سقیفہ کے اندر چلے گئے
یہانتک کہ نبی تین دن تک دفن نہ ہوئے - دیکھو ہدایات الرشید کا صفحہ (۱۵۱) پس
جبکہ خلافت کے مقابلہ مین دفن نبی کی کوئی حقیقت نہ سمجھی گئی تو قرآن کی اُن کی نگاہ مین
کیا وقعت تھی سلطنت ہے تو قانون بھی ہے ورنہ قانون کیا تیر مار سکتا ہے - واضح ہو
کہ جیسا بوجہہ اعلمیت علاقہ بہ قرآن - حضرت امیر علیہ السلام پر کتابِ خدا کا جمع کرنا عقلاً
ضروری تھا - اسیطرح بعد شایع ہو جانے مصحفِ موجود کے اپنے جمع کئے ہوئے قرآن
کا جاری فرمانا عقلاً غیر ضروری بلکہ باعثِ مفاسدہ گونا گون و توہین اسلام تھا جس
زمانہ مین قرآن کے جاری نفرمانے سے حضرت امیر نے اعتراض ہوئے ہین - پہلے اُس
وقت کی اجمالی حالت دکہاتا ہون بعدہ جواب دونگا - بعد قتل عثمان اکثر مہاجر و انصار
نے آپکے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے کی خواہش کی - مگر چونکہ جناب کو
بتعلیم حضرتِ نبوی معلوم تھا کہ بیعت کنندہ گان انجام کار نکث کرین گے
لہذا آپ نے اول انکار کیا - مگر جبکہ ان لوگون نے اصرار کو حدِ غایت سے بڑھایا تب
جناب نے بخیال رفع حجت خلافتِ ظاہری کو قبول فرمایا - طلحہ و زبیر
اپنے دل مین یہہ سمجہہ رہے تھے کہ جس طرح ہم ابوبکر و عمر کے زمانہ مین
رقمین مارتے تھے اُس سے زیادہ اب لینے کے مستحق ہین - مگر نتیجہ مین اُن کا

یہ خیال صحیح نہ نکلا - بعد ختم سلسلۂ بیعت حضرت امیر نے ارشاد فرمایا کہ مین تقسیم
بالتو یہ کرون گا لنگڑے لولے گنجے کانے سب مسلمان میری نظر مین یکسان ہین -
بلکہ غربا و عاجز و بیکس زیادہ تر مستحق رعایت ہین - یہ اشتہار سنکر چہلے دار شوربا
چکہنے والون کے جی چہوٹ گئے کہ یہ کیا غضب ہوا - خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
اُسی وقت بیعت توڑ تاڑ مکہ کو بہاگے راہ مین حج سے واپس آتی ہوئین بی بی
عایشہ ملین اُنہون نے حسب دستور زمانہ مدینہ کی خیر و عافیت دریافت کی
یہ ایک چال باز چہٹے ہوئے لوگ تھے چلا چلا کر رونے لگے کہ عثمان بظلم و ستم شہید
ہو گئے بعد اُن کے لوگون نے علی سے بیعت کی وہ قاتلان عثمان کو بغل مین
دبائے ہوئے ہین - قصاص نہین لینے دیتے - ہم اپنی جان بچا کر بہاگ بہاگ تمہارے
دامن عاطفت مین پناہ گیر ہوئے ہین - بی بی صاحبہ رحمدل از بس تھین یتیم بچو نکا
سسکنا دیکہہ کر مہر مادری سے فرمانے لگین کہ گہبراؤ نہین مین تو تمہارے ساتھ
ہون - میرے اونٹ کی مہارہ پکڑے ہوئے گانون درگانون پہرو کوئی تو بندہ اللہ کا
ساتھ دے گا - سبحان اللہ دفعتہً کیا زمانے نے پلٹا کہایا - عایشہ یا تو یہ
فرمایا کرتی تھین کہ اقتلو نعثلاً قتل اللہ نعثلاً یعنے قتل کرو اس ریش دراز
عثمان کو یا آج وہ ہی معظمہ بجوش عداوت مرتضوی قصاص لینے پر آمادہ ہو گئین
بس اب کیا تھا - اتنے اشارہ مین طلحہ وغیرہ کا کام چہتیس ہو گیا اعراب
و بادیہ نشینون کو جن کے دلمین پہلے سے عداوت مرتضوی مثل آب دیگ جوش
مار رہی تھی - دہرا و بہارا اور بالآخر اشتہار جنگ دیدیا طرفین مین مدتون لڑائی
بہڑائی ہوتی رہی - ہزارہا لوگ اِدہر اُدہر سے قتل ہو گئے تمام عرب مین
ستاون کا سا غدر برپا ہو گیا - دستور ہے کہ خربوزہ کو دیکہہ کر خربوزہ
رنگ بدلا کرتا ہے موقعہ پا کر معاویہ نے شورش برپا کر دی - توڑ پہوڑ کر کے

تمام عرب کو اپنا معاون بنالیا - خوب تلوار چلی برسون لڑائی ہوتی رہی - ابھی
اُس سے فیصلہ نہ ہوا تھا کہ یاجوج کی طرح خوارج پھیل گئے - ایک عرصہ تک
اُن سے جھگڑا قضیہ ہوتا رہا - پورے طور پر اُن کا قلع قمع نہ ہوا تھا کہ قطامہ خارجیہ
کے بھکاؤ سکھاوے سے ابن ملجم مردود نے مسجد کوفہ مین حضرت امیر کو شہید
کر ڈالا - غرضکہ مسلمانون نے ایکدن بھی حضرت علی کو چین نہ لینے دیا - جا بجا
فساد کے جھنڈے کھڑے کردیے - ہر شخص کی طبیعت مین ایسا جوش
جدال آیا کہ عوراتِ پردہ نشین کو بھی ترنگ جنگ آگئی - اہل سُنت واقعات
صدر پر منصفانہ نگاہ ڈالکر جواب دین کہ ایسے اوقاتِ پر شور و شر مین حضرت
امیر ثلاثہ کی کس کس بدعملی کو دنیا سے اُٹھاتے ہر سلطان کا قاعدہ ہے
کہ پہلے اپنی سلطنت کو مستحکم کرتا ہے ازان بعد سلاطین سابقین کے
قوانین کی تنسیخ و ترمیم مین غور و فکر کیا کرتا ہے - یہان ہنوز ریاست عامۃ
الناس قائم نہ ہوئی تھی پس بہ ترمیم چہ رسد - کہین سُنا ہے کہ عذر مین کوئی
ایکٹ پاس ہو کر نفاذ پذیر ہوا ہو - جبکہ ان کی خلافت ہی کو سوائے معدودے
چند بدل کسی نے نمانا تو قرآن کو کون حمایل کرلیتا - قرآن بجائے خود
رہا اہل سُنت کے مذہب مین تو حضرت علی کی بیان کی ہوئی ایک حدیث
بھی بطور صحیح نہین مانی گئی دیکھو رسالہ تقریر دلپذیر مؤلفہ حقیر - اور ابوہریرہ سے
پانچ ہزار احادیث صحیح الاسناد نقل ہوئے ہین خیال کرنیکا مقام ہی جسوقت کہ خلیفۂ
عثمان نے قرآن جمع کیا تھا وہ زمانہ اُن کے پورے پورے تسلط و حکومت کا تھا راجہ
پراج پر جا سکہ ہو رہا تھا مگر باین ہمہ امن و امان - پہلے نا تمام و بے ترتیب و غلط سلط
مصاحف کے مٹانے اور اپنے صحیح جمع کیے ہوئے کے جاری کرنے مین اُن کو
کیسی کیسی مشکلین پیش آئین کبھی قرآن کی چھین جھپٹ مین ابن مسعود صحابی

جلیل القدر کو پٹوایا- گاہے اُبی بن کعب کو چشم نمائی کی اور قرآن لے لیا- حفصہ کو بہلا پہلا کر اپنا کام نکال لیا- مالمون کو فرمان لکہے گئے کہ جہان پورا نہ قرآن یاد جسطرح ہوسکے تخت گاہ مین پہونکنے کیلئے بہجدو یہ بہلا ایک ورق باقی نرہے- جب اس اہتمام وانتظام سے مصاحف کو ممالک بیرون سے اور خاص شہر سے منگاکر جلا چکے تب اپنے جمع کئے ہوئے کا نفاذ کرایا علاوہ اِن وقت وتکالیف کے طعن وتشنیع کے صدمہ اُٹہائے لوگون نے برا بہلا کہا اُم المومنین عائشہ نے سوختہ ہوکر (محرق المصاحف) کے لفظون سے سیکڑون کوسنے دئے- اُن کے قتل پر خلقت کو برانگیختہ کیا- اگر اُنکے وقت مین بہی عذر پڑا ہوا ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ پہلا کوئی نسخہ ہاتہ لگتا- یا پچہلا رواج پاتا- چونکہ بعد شایع ہوتے جدید قرآن کے عرب مین صدہا بلکہ ہزارہا قرآن موجود ہوگئے تہے- اور نیز بہت سے لوگون نے اُسکو حفظ بہی کرلیا تہا- تو اب حضرت امیر اپنا جمع کیا ہوا قرآن کسطرح شایع کرتے- ظاہرا اُسکا رواج اسی طرح ممکن تہا کہ تمام وکمال قرآن عرب سے جمع کراکے پہلے سبکو چیر پہاڑ کر حسب طریقہ عثمان پہونکدیتے تب جاری فرماتے نہ معلوم مثل اُبی بن کعب وابن مسعود کتنے مسلمان پٹ پٹا کر قرآن حوالہ کرتے- مگر مین حیران ہون کہ حافظون سے کس طرح لیتے کیا اُنکے جگر چروا چروا کر نکلوا لیتے- بفرض محال اگر مصاحف کے جمع کرنے کا اہتمام بہی کیا جاتا تو عقل باور نہین کرتی کہ کُل قرآن ایکدم بلا نزاع اکہٹے ہوجاتے- ضرور ہے کہ آدہے نہائی خلایق کے پاس رہ جاتے وہ ہی بقیہ اسلام مین اختلافِ عظیم پہیلانے کے لئے کافی ہوجاتا- چونکہ عام طور پر عرب برگشتہ ہورہے تہے- سوائے اصحاب خاص کے کوئی ثلاثہ پرست سُنّی بانتا گیا جوشِ عداوت سے اُس کو کلامِ خدا ہی نہ سمجہتا یہہ ہی کہتے کہ علی بعد رسول تمام عرب مین فصیح وبلیغ تہے فلان فلان مضمون اپنی

طرف ست، بڑہا دیا ہے اور بوجہہ فصاحت وبلاغت کلام خدا مین
ایسا نامعلوم جوڑ بنگا یا ہے کہ امتیاز نہین ہو سکتا نتیجہ یہہ ہوتا کہ آج دنیا
مین دو قرآن ہوتے۔ شیعہ سُنیون کے قرآن اور سُنی شیعہ کے
قرآن کی فرط تعصب وعناد سے ایسی توہین کرتے کہ پایان نہین۔
بالاخر مسلمانی مستحیل ہو۔ بے ایمانی ہو کیسا انجام ہوتا کہ ہزارہا قرآن
جانبین سے بغلبۂ عداوت باہمی پائمال کئے جاتے جبہ کفارون کو
بہت کچھ مذاق اُوڑانیکا موقعہ ملجاتا اور کسی بشر کی نظر مین توقیر قرآن نہتی
بقولے خلل خدائی مین ہوتا جو دو خدا ہوتے۔
آنکہہ۔ کہول کر دیکہہ لو ہاتہہ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ نمونہ موجود
ہے سُنیون کے بزرگ خلفاء ثلاثہ و اشباہم ہین۔ اور شیعہ کے
ہادی و پیشوا پنجتن پاک و دوازدہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین۔
شیعہ سنیون کے مرشدون کی کیسی گت بناتے ہین، اور سُنی شیعہ
کے امامون کی کیا تعظیم کرتے ہین۔ شیعہ کا خلفاء کی ساتھ جو برتاؤ ہے
وہ ہر گلی اور کوچہ مین مشہور ہے سنی صاحب جو ہر وقت۔ مناظرہ
اہلبیت کی جناب مین گستاخیان کرتے ہین وہ بعض رسالہ تقریر دلپذیر
مین تحیف نے بیان کی ہین رسالۂ مذکور کے معائنہ سے اہل بصیرت
پر واضح ہو جائے گا کہ دنیا طلب وکاذب وکافر وبے ایمان واحمق
وباعث فتنہ وفساد حضرت امیر وجناب سیدہ وو لدہ امام علیہ السلام کو لکہا ہے
اسی پر قیاس فرمالینا چاہے۔ جبکہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے بزرگونکی یہہ تعظیم کرتا ہے
تو بامقابل دو قرآن کیا عزت پاتے اسجگہ معترض گنجائش کلام پیدا کر سکتا ہے کہ
ہرگاہ شیعہ سُنیون کے بزرگون کو بتحقیقت محض جانتے ہین تو بوجہہ تعلق

قرآن کو بھی واجب التعظیم نہ جانتے ہوں گے اُن کو یقین فرمانا چاہئے کہ شیعہ کا
دار و مدار ائمہ علیہ السلام کے ارشادِ ہدایت بنیاد پر ہے قرآنِ موجود کی نسبت
ہم کو بارگاہ ائمہ سے ہدایت ہوئی ہے کہ سوائے نقص ترتیب بہ جمیع الوجوہ
کلام خدا ہے۔ لہذا ہم شیعہ اس کو اپنا دین و ایمان جانتے ہیں علے ہذا کتب شیعہ
و سُنی سے جیسا ارشاد ارشاد پایۂ ثبوت کو پہونچا ہے اُسی طرح جانتے اور سمجھتے
ہیں مگر افسوس ہے کہ مناظرین سُنیہ توہین اہلبیت کی ہدایت اپنی کسی کتاب
قدیم سے بھی نہ بتا سکیں گے۔ اہلِ دانش غور فرمائیں کہ جو لوگ بلا وجہ
ثبوت اہل بیت۔ نبوی کو بُرا مانتے ہیں وہ اُن کے جمع کئے ہوئے قرآن کو
کب سر چڑھاتے جنہوں نے حضرت امیر سے اصول میں کوئی مسئلہ صحیح
نہیں سمجھا اور نہ اُن کی اولاد پاک کو لایق اخذ روایات جانا وہ اُن کا ترتیب
دیا ہوا قرآن تراویح میں کسطرح پڑھ سکتے تھے۔ ہاں اگر رسالۂ تقریرِ دلپذیر
دوڑ بہا کے اُن مضامین کو باطل کر دیویں جو کہ متعلق باہانتِ اہلبیت اُن کو
کتابوں سے حقیر نے بیان کئے ہیں۔ تو مان لیا جائے گا کہ حضرت امیر کے
جمع کئے ہوئے قرآن کو بھی لایق تعظیم و تکریم سمجھتے۔
نہ بانی آدہکت جو اہل بیت کی حضرات سُنیہ کرتے ہیں وہ عند الشیعہ بمثل
دعوی باطل قطعی ناسموع ہے اہل سُنت اعتراض کرتے ہیں تو جیسا بھی
کی کالی آندھی ہیں۔ مگر آخر کار اُسی ہوائے اندر ایسی گرد لگتی ہے کہ درختِ
سُنیت جڑ سے اوکھڑ کر خوارج کے کوٹھے کی چھت پر جا پڑتا ہے تمام دنیا
کے لوگوں کا شیخ سعدی صاحب کے اس منصفانہ قول پر۔ ہر کہ بر خود نہ پسندی
بر دیگران ہم مپسند اتفاق ہے مگر اہل سُنت نے کسی ایسے اُن کھڑ
اُستاد سے علم سے تعلیم پائی ہے کہ شیخ صاحب کے قول پر بھی عمل نہیں کرتے

ملاحظہ ہو کہ خلیفہ عثمان نے جو ابنِ مسعود کی ہڈی توڑی اور عمار یاسر کو ایسا مارا
کہ عارضۂ فتق عارض ہوگیا اور ابوذر کو مدینہ سے نکالدیا اُس کا جواب حسب تصریح
مندرجہ تنقیح (اول) ملا محسن کشمیری نے رسالۂ نجات المومنین مین یہ دیا ہے
کہ ان ضرب ابنِ مسعود کان انہ طلب عثمان رضی اللہ عنہ مصحفہ حین اراد یجمع
الناس علی مصحفٍ واحد بترتیبِ واحد من السور لئلا یختلف فیہ کاختلاف الیہود
والنصاریٰ فی کتابہم فابیٰ لہٗ یعنی ابنِ مسعود سے عثمان نے اُس کا قرآن اس
غرض سے مانگا تھا کہ خلایق کو اپنے جمع کئے ہوئے قرآن پر چلاوے تاکہ مختلف
قرآنون کے موجود ہونے سے مسلمانون مین وہ اختلاف پیدا نہ ہوجائے جو کہ یہود و
نصاریٰ مین ہوگیا ہے اسی مضمون کو شاہ صاحب نے تحفہ مین لکھا ہے جس کو پہلے
بھی عرض کرچکا ہون اور اب مناسب موقعہ سمجھ کر مکرر لکھتا عثمان خواست کہ عرب و
عجم بریک مصحف جمع شوند واز اں تخلف نورزند این عزم را بہ فعل آورد عبداللہ
ابن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قراءتِ شاذہ در مصحف ہائے خود نوشتہ بودند
حالانکہ بعض عباراتِ ادعیہ و قنوت بودند و بعضے عباراتِ تفاسیر کہ جناب پیغمبر
در وقتِ تلاوت قرآن بیانِ معانی مے فرمود از موقوف کردنِ مصاحف خود باور
در نزیدند و در ابقاء مصاحفِ ایشان فتنۂ عظیم در دین پیدا مے شد کہ در نفس قرآن
اختلاف واقع بودہ رفتہ رفتہ منجر بہ نتایج بسیار مے شد کیا خوب عثمان کو جس کے
عہدِ دولت مین کسی قسم کا کھٹکا نہ تھا اور نیز اُس وقت تک کوئی قرآن بھی اہتمام پذیر
ہوکر شایع نہ ہوا تھا یہ واہمہ پیدا ہوا کہ سب چھوٹے بڑے قرآن یکجا ہوکر جبتک
خاکستر نہ ہوجائینگے مسلمانون مین مثل یہود و نصاریٰ اختلافِ عظیم پڑجانے کا
خطرہ ہے جس کے انسداد مین اُنہون نے پوری کوشش دکھلائی -
ذی عزت صحابہ کی خوب مالش کرائی اور عورتون کے کہنے کیلئے

مگر بہ نظر رفع اختلاف و دفع فتنہ و فساد پچھلا ایک پرچہ باقی نہ چھوڑا - حضرت
علی کو تو عثمان سے زیادہ تشویش ہوئی ہوگی بایں معنے کہ کئی برس پہلے ایک
قرآن جاری ہوچکا تھا جس کی ہزارون نقلین لوگون کے پاس موجود تھین
اور نیز بہت سے اندھے چند ہے حفظ بھی کرچکے تھے سوائے ازین تمام
عرب دشمن ہو رہا تھا بحکم معاویہ علانیہ ممبرون پر بیٹھکر اعدائے دین تمام خاندان
رسالت کو برا کہا کرتے تھے سب سے زیادہ دشمن خانگی حضرت عائشہ موجود تھین
اگر حضرت امیر نے بھی بخیال اختلاف و فتنۂ عظیم اپنے جمع کیے ہوئے قرآن کے
اجرا مین کوئی کوشش نہ کی تو کیا استبعاد لازم آتا ہے ہان اگر جملہ سلمان علی کے ساتھ
متحدانہ برتاؤ رکھتی اور فدویانہ وفاداری کے ساتھ نیازمندانہ عملدرآمد کرتے تو [illegible]
کہا جاسکتا تھا کہ ایسی پاامن وامان سلطنت مین اصلی قرآن کا چھپائے رکھنا
سخت تعجب دلانیوالا ہے علی کو زمانہ سے بحدی موافقت تھی کہ جس کو حکم دیتے وہ بلا
انکار قرآن کے ساتھ اپنا چھوٹا بڑا بھی پھونکدیتا - مین ذی عقل سنیون سے بحلف
دریافت کرتا ہون اس اولاد کی قسم کہا کر جوابدین کہ معاویہ و عمر ابن العاص و عائشہ
و عبد اللہ ابن عمر و خوارج و نواصب اپنا قرآن جلانے اور چیر پھاڑ کرنے کیلئے بلا حجت
و تکرار بہت بشاشت و انبساط کی ساتھ حضرت امیر کے حوالہ کردیتے اور ان کا دیا
ہوا نسخہ لیکر تراویح و دیگر اوقات مین پڑھتے ہرگز ممکن نہین کہ اشخاص بلا سیدہی انگلیون
حوالہ کردیتے پرزے پرزے ہوجاتے مگر ایک پرچہ ندیتے اور نہ علی کی ترتیب
دئے ہوئے کو پڑھتے اُسی وقت پھونک جلا کر خاک کر ڈالتے - جن لوگون
نے اولاد علی کو قتل کر ڈالا اور صدہا برس تک اُن کی تلوارون سے
سادات کا خون قطرہ قطرہ ٹپکتا رہا کبھی عقل نہین مان سکتی کہ وہ ایسی کتاب کو زمانہ
مین رہنے دیتے جو کہ متعلق بہ ایمان ہو اور جس کا علاقہ علی کے ساتھ ہو وہ لوگ علی کا نام

مٹانے مین کوشش کرتے تھے یا اُس کے رواج دینے مین۔ اہل سُنت انصاف سے کام لین عثمان جب اپنا جمع کیا ہوا قرآن رائج کرین تو بنظر دفع فساد اُن کے لئے سب کچھ جایز ہو جائے حتیٰ کہ اصحابون کا مارنا شہر سے نکلوا دینا اور حضرت امیر کے زمانہ کی ضروریات پر مطلق غور نکرین بلکہ اعتراض کرنے پر فولادی لنگر سے کمر کس لین بہ بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا۔ انسان کو چاہیے کہ جو بات اپنے نفس کے لئے نا پسند کرے اُس مین دوسرے کو بھی حصہ دار جانے ورنہ شیخ صاحب کے با تجربہ قول متذکرہ بالا کے اتباع سے استغفار دینا پڑے گا۔ الحاصل حضرت امیر کی یہ کار روائی کہ اجرائے مُصحف مین کوئی سعی نہ فرمائی بہ بین حفاظتِ اقتدارِ اسلام تھی ورنہ توریت وانجیل کی جو تکرار یہود و نصاریٰ کرتے ہین وہ ہی مسلمان دو قرآن کی کرتے۔ عثمان نے جو جمع کیا ہم شیعہ گروہ کے نزدیک بلا اختلاط کلام بشر زبانِ خدا ہے اور حضرت نے جو ترتیب دیکر ابو بکر و عمر وغیرہ کے سامنے جلسۂ عام مین پیش کیا تھا وہ بھی ارشاد خدا تھا۔ سوائے ترتیب دونون مین کچھ فرق نہ تھا۔ سو ترتیب کی خرابی حُسنِ کلام مین فرق ڈالنے والی ہے نہ اصلیت کلام مین کوئی برائی پیدا کرنیوالی ہے اگر ترتیب درست ہوتی تو اس پر اعجاز کلام کی بلاغت و سلسلہ بندی قلوب کفار پر اثر ڈالتی۔ بے جوڑ کلام کہنے کی مخالفین اسلام کو جگہ نہ ملتی جیسا کہ مصنف تمدنِ عرب نے لکھا ہے حضرت عثمان یہ اپنی یادگار تا قیامت چھوڑ گئے۔ مگر بدانست حنفیہ شیخین اس تمام خرابی کے باعث ہوے حضرت امیر کا درست کیا ہوا قرآن واپس کر دیا اگر وہ ایسا نہ کرتے تو اسلام مین کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ تمام وبال برگردنِ ابو بکر و عمر للہ الحمد کہ یہ تنقیح بھی بحق شیعہ فیصل ہوئی۔

تنقیح ششم

بصورت نہ جاری ہونے قرآن کے کوئی الزام کتمانِ آیات کا حضرت امیر پر وارد ہو سکتا ہے یا کیا

ہرگاہ حسب تصریحاتِ بالا یہ امر بوجوہ کافی ثابت ہوچکا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے قرآنِ پاک ضرور جمع فرمایا تھا جس کو خلفاء نے بجوش عداوت مرتضوی نمانا اور بین الناس جاری کرنے سے روکدیا۔ اور حضرت امیر اپنے وقت مین اُس کے اجراء سے معذور تھے۔ لہذا کوئی الزام پوشیدگی حسب خیالِ مخاطب قایم نہین ہو سکتا۔ البتہ وہ لوگ مجرم قرار پا سکتے ہین جنہون نے اپنی ذاتی اغراض سے اُس کو شایع نہ ہونے دیا۔ شکر خدا کہ یہ تنقیح بھی بحق شیعہ انفصال پذیر ہوئی واضح رائے اربابِ عقل ہو کہ حقیر نے اعتراض اہل سنت کو باین عنوان اُٹھایا ہے کہ بشرط انصاف اگر ظاہراً نہین تو باطناً مان جائینگے خدا ہمارے سنی بھائیون کو توفیق دے کہ وہ منصفانہ نگاہ سے ملاحظہ فرمائین۔

حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر

راقم

سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم متوطن بہرہ سادات واقع سادات باہرہ ضلع مظفر نگر

تتمہ ششم

اثر

اُسکی گردن ہو گئی یوں وقت عبادت ٹیڑھی

دیکھہ لو اللہ کے ہے سُنّی کی کتابت ٹیڑھی